استوصوا بالنساء خیراً (الحدیث)

ماہنامہ

بنات اہلسنت

جلد نمبر 3 | نومبر 2012ء | شمارہ نمبر 1

مدیر اعلیٰ

مولانا محمد الیاس گھمن

معاون مدیر

عابد جمشید رانا

فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور، ایم۔فل پنجاب یونیورسٹی لاہور

حافظ محمد کلیم اللہ

فاضل دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا، فاضل شعبہ صحافت جامعۃ الرشید کراچی

زیر سرپرستی

حضرت اقدس، عارف باللہ حکیم

شاہ محمد اختر دامت برکاتہم

سرکولیشن مینیجر

مولانا بشیر احمد قاسمی

ایجنسی ہولڈرز مہر لگائیں اور ہدیہ دینے والے اپنا نام لکھیں!

بیرون ممالک

امریکہ، اسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک

35 ڈالر.....سالانہ

سعودیہ، انڈیا، متحدہ عرب امارات اور عرب ممالک

25 ڈالر.....سالانہ

ایران، بنگلہ دیش 20 ڈالر.....سالانہ

قیمت فی شمارہ -/20 روپے

سالانہ زرتعاون -/240 روپے

منی آڈر بھیجنے کا پتہ

مکتبۃ اہل السنۃ والجماعۃ

87 جنوبی لاہور ڈویژن سرگودھا 0332-6311808

www.islahunnisa.com

islahunnisa@gmail.com

خط وکتابت دفتر ماہنامہ بنات اہلسنت

بالمقابل جامعہ حقانیہ نزد پیکجز فیکٹری قینچی امرسدھو لاہور

فہرست

درسِ قرآن 3
درسِ حدیث 4
یقین کی محنت 5
اداریہ
ملالہ پر مہربانیاں...؟؟ 8
مولانا محمد کلیم اللہ
اولڈ ہوم 13
حافظ محسن شریف
اولاد کی تربیت 19
اہلیہ مولانا محمد الیاس گھمن
خواتین کے 14 خطرناک عیوب 45
عائشہ بنت ارشد علی
ظہیر الدین محمد بابر 48
امان اللہ کاظم
نماز اہل السنت والجماعت 53
مولانا محمد الیاس گھمن
بری حرکت کا ازالہ 62
محمد نعیم اللہ خان

درسِ قرآن

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

ولکل امۃ جعلنا منسکا لیذکروا اسم اللہ علی ما رزقھم من بھیمۃ الانعام ۔۔۔۔الایۃ

سورۃ الحج آیت نمبر 34

ترجمہ: ہم نے ہر امت کے لیے قربانی مقرر کی تاکہ وہ چوپائیوں کے مخصوص جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے عطا فرمائے ہیں۔

تشریح: قربانی کا عمل اگرچہ ہر امت میں جاری رہا ہے لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں خصوصی اہمیت اختیار کر گیا اس وجہ سے اسے سنت ابراہیمی کہا گیا ہے کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے محض خدا کی رضا مندی کے لیے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قربانی کے لیے پیش کیا تھا اسی عمل کی یاد میں ہر سال مسلمان قربانیاں کرتے ہیں۔ اس سے مسلمان کو یہ سبق ملتا ہے کہ وہ رب کی فرماں برداری اور اطاعت میں ہر قسم کی قربانی کے لیے تیار رہے اور مال ومتاع کی محبت کو چھوڑ کر خالص اللہ تعالی کی محبت دل میں پیدا کرے۔ نیز قربانی کرتے وقت یہ بات بھی ملحوظ رہنی چاہیے کہ قربانی کی طرح دیگر تمام عبادات میں مقصود رضاء الٰہی رہے غیر کے لیے عبادت کا شائبہ تک دل میں نہ رہے۔ گویا مسلمان کی زندگی اس آیت ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین کی عملی تفسیر بن جائے۔ میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کی رضامندی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

درسِ حدیث

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْنَا : يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا هَذِهِ الأَضَاحِيُّ؟ قَالَ سُنَّةُ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ قُلْنَا فَمَا لَنَا فِيهَا؟ قَالَ بِكُلِّ شَعَرَةٍ حَسَنَةٌ قَالَ قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ فَالصُّوفُ قَالَ: «بِكُلِّ شَعَرَةٍ مِنَ الصُّوفِ حَسَنَةٌ

سنن الکبریٰ بیہقی رقم الحدیث 19490

ترجمہ: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے سوال کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ قربانی کیا ہے ؟ (یعنی قربانی کی حیثیت کیا ہے ؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہمیں اس قربانی کے کرنے میں کیا ملے گا ؟ فرمایا کہ ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے (پھر سوال کیا) یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اون (کے بدلے میں کیا ملے گا ؟) فرمایا اون کے ہر بال کے بدلے میں نیکی ملے گی ۔

اسی طرح جامع ترمذی حدیث کی معتبر کتاب ہے اس میں حضرت امی عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عید الاضحیٰ کے دن کوئی نیک عمل اللہ تعالی کے نزدیک قربانی کے جانور کے خون بہانے سے محبوب اور پسندیدہ نہیں ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اخلاص کے ساتھ قربانی کرنے کی توفیق نصیب فرمائے ۔ آمین بجاہ النبی الامی الکریم

یقین کی محنت

اداریہ

میری، آپ کی بلکہ سارے عالم کی کامیابی اللہ رب العزت نے پورے کے پورے دین میں رکھی ہے۔ دین ہماری زندگیوں میں آئے گا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم والی مبارک محنت سے۔ اسی محنت کے بارے میں ... !

مندرجہ بالا پیرایے میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اجمالی طور پر فکر و دانش کا یہی پہلا زینہ طے ہو جائے تو تخلیقِ انسانیت اور بعثتِ انبیاء کی حکمت عقل انسانی کا صحیح رخ متعین کر سکتی ہے۔

مسلمانوں کی پستی، دیگر اقوام عالَم کے مقابلے میں اہلِ اسلام کی شکستگی، مرعوبیت اور احساس کمتری کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں گم گشتگانِ راہ کو کہیں اپنی منزل دکھائی دیتی ہے۔ تو وہ یہی "یقین کی محنت" کا روشن مینارہ ہی ہے۔

اس میں کوئی عاقل شخص اختلاف نہیں کر سکتا کہ جن نفوسِ قدسیہ نے دنیا کے نقشے پر کفر کو مٹا کر اسلام کا پھریرا لہرایا وہ صحبت نبوی میں رنگے ہوئے تھے۔ ان کا ایمان، ان کے اعمال، اخلاق، معاشرت، معیشت، رہن سہن، بود وباش، طور طریقے، مراسم وعادات حتی کہ ان کا اقتدار و حاکمیت، خلافت و نیابت اور اطاعت شعاری الغرض زندگی کے ہر گوشے پر تصدیق نبوی کی مہر ثبت تھی۔

آج کے اس دور میں بھی اگر کوئی دین متین کے احیاء کا خواہاں ہے یا اسلامی معاشرے کو تشکیل کرنے کا جذبہ اپنے دل میں موجزن پاتا ہے تو ایک

ایسے مشترک پلیٹ فارم پر جمع ہونا ہو گا۔ جہاں احکام خداوندی پر طرز حبیب خداوندی کے مطابق عمل کیا جائے۔

لاشک ولاریب ! کہ ہمارے اکابر نے جس مشن، کاز اور طرز عمل کو شریعت کی روشنی میں ترتیب دیا آج اس کے فوائد جہانِ عالَم میں دیکھے جاسکتے ہیں زمین کا کون سا وہ ٹکڑا ہے جہاں اسلام کی دعوت نہ پہنچائی گئی ہو ؟ کون سا ایسا ملک ہے جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت کا پرچار نہ کیا گیا ہو ؟

الحمدللہ اسی محنت کی بدولت اسلام کی ان معتبر تشریحات کا فروغ ہو رہا ہے جن میں تفقہ ائمہ دین کی جھلک موجود ہے۔ شدت اور غلو کے بغیر اصول دین میں اتفاق کے ساتھ ہر مسلک کے ماننے والوں کی رعایت کا حسین امتزاج مطلوب ہو تو آئیں میرے اکابر کی دور اندیشی اور خداداد فراست کا مظہر اس محنت ...یقین والی محنت .... میں ملاحظہ فرمائیں۔

عرب و عجم پر چھائی ان درویش صفت خدا رسیدہ لوگوں کی عملی محنت کے ثمرات آپ کو کرۂ ارض پر بسنے والے انسانوں کی زندگیوں میں یقیناً جلوہ گر دکھائی دیں گے۔ جن کی صبح شام ایک ہی صدا ہے اللہ رب العزت نے ہماری اور آپ کی بلکہ سارے عالم کی کامیابی اپنے دین پر چلنے میں رکھی ہے۔ یہ دین آئے گا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک محنت سے ..... اور اس محنت کی ابجد یقین و اعتقاد سے شروع ہو کر اسلامی معاشرے کی تشکیل پر جا ختم ہوتی ہے۔ اللہ ہمارے بزرگوں پر راضی ہو اور ان کی اس محنت کو اپنی بارگاہ میں مزید قبولیت کا شرف نصیب فرمائے۔

اس سلسلے میں تبلیغی جماعت کا سالانہ اجتماع مورخہ 8 نومبر 2012ء سے رائے ونڈ میں شروع ہو رہا ہے۔ ان شاء اللہ علمائے کرام کے بیانات انفرادی و اجتماعی اعمال کی مجالس، نالہ ہائے نیم شب کے ساتھ ساتھ امت مرحومہ کے زوال وانحطاط کے خاتمے اور اسلامی تہذیب و تمدن کے فروغ پر قیمتی نصائح بھی یہ بزرگ ارشاد فرمائیں گے۔

اپنے اکابر کی اس جماعت یعنی تبلیغی جماعت پر لا مذہب لوگوں کے بودے اور رکیک شبہات کے رد کے لیے ان شاء اللہ منبر کی مغربی جانب بازار نمبر 3 میں اسٹال نمبر 5،6 موجود ہو گا۔ جہاں پر ایسی کتب اور لٹریچر بکثرت دستیاب ہوں گی جس سے اس یقین والی محنت کرنے والوں کا مزید انشراح ہو گا۔ اللہ ہم سب کو ایمان و عمل والی محنت میں قبول فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم

والسلام

محمد الیاس گھمن

مسلسل دعا

دعا دستک کی طرح ہے اور مسلسل دستک سے دروازہ کھل ہی جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: اے موسیٰ! مجھ سے اس زبان سے مانگ جس سے تو نے گناہ نہ کیا ہو، موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا: اے اللہ! میں وہ زبان کہاں سے لاؤں؟ اللہ نے جواب دیا: تم اپنے لئے دوسروں سے دعا کراؤ، کیونکہ تم نے ان کی زبان سے کوئی گناہ نہیں کیا۔ (سائرہ رفاقت)

ملالہ پر مہربانیاں...؟؟

مولانا محمد کلیم اللہ

وطن عزیز پاکستان میں آئے روز قتل وغارت گری، بد امنی، دہشت گردی اور لا قانونیت کے واقعات بڑھ رہے ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ پاکستانی حدود میں غیر ملکی عسکری اور سیاسی مداخلت نے یہاں کے ہر باسی اور باشندے سے سکون، امن اور آزادی کو چھین لیا ہے۔ ایسے حالات میں کِس کِس کا رونا رویا جائے؟؟ ایک طویل ترین فہرست ہے.....!

لیکن اب یہ مسئلہ بھی "مہربان میڈیا" اور "ہم درد حکمران" طبقے نے حل کر دیا ہے۔ کیسے ؟

اب بتایا جاتا ہے .....رمشا اگرچہ مسیحی لڑکی ہے ٹھیک ہے اس نے قرآن کریم کے مقدس اوراق کی بے حرمتی کر کے جلایا لیکن ہے تو بے چاری 14 سال کی ناسمجھ بچی ناں؟؟

آسیہ بی بی اگرچہ عیسائی مذہب رکھتی ہے مانا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے گستاخی کی لیکن عورت زاد ہے اس کو چھوڑ دینا چاہیے ناں!!

یہ بیچاری ملالہ ہے کیا ہوا کہ اس نے یہ کہہ دیا کہ برقعے کو دیکھ کر مجھے پتھر کا دور یاد آتا ہے اور داڑھی والا دیکھ کر فرعون۔اس کے باوجود بھی، ہے تو 14 سال کی کم عمر ناسمجھ بچی!

مسئلے کا حل یہی ہے کہ ان جیسی "مظلوم خواتین" کے حقوق پر بولو،

لکھو، اپنی سیاست بھی چمکاؤ لیکن اگر کہیں ملکی یا دینی مسئلہ آجائے تو ایسی خواتین کا تذکرہ عالمی امن کے لیے خطرہ بن سکتا ہے لہٰذا باقیوں کا تذکرہ رہنے دیجیے۔ اس لیے تم یوں نہ کہو کہ

لال مسجد میں ہزاروں ....ملالہ کی ہم جنس ....طالبات خاک وخون میں تڑپ گئیں ان پر فاسفورس بم پھینکے گئے زہریلے کیمیکل نے ان کے اعضاء کی شناخت مشکل کر دی، ان کے والدین، بھائی، رشتے دار اپنی ان معصوم کلیوں کی لاشیں گود میں لیے واپس گھروں کو گئے۔

- ❖ کوئی ایک قلم نہیں چلا
- ❖ کوئی زبان نہیں بولی
- ❖ کوئی یوم دعا نہیں منایا گیا
- ❖ کہیں سبز ہلالی پرچم ان کے غم میں سرنگوں نہیں ہوا
- ❖ کسی تعلیمی یا غیر تعلیمی حکومتی ادارے میں کہیں سوگ کا نشان نظر نہ آیا
- ❖ کہیں ایک منٹ تو کجا ایک سیکنڈ کی خاموشی اختیار کر کے ان سے اظہار ہمدردی نہیں کیا گیا۔

وہ جیل کی بیرکوں میں کال کوٹھڑی کو مسکن بنانے والی، اپنی ظالم زندگی کی سانسیں گننے والی "عافیہ" ہمیں دیکھ کر مسکرا رہی ہے۔ صبح وشام کی قید وبند کی صعوبتیں، اذیتیں، زیادتیاں اور جنسی تشدد؛ وہ کون سا دکھ ہے جو زنداں کی چار دیواری میں "قوم کی بیٹی" نہیں سہہ رہی؟؟

- ⬅ کہاں ہیں غیروں کے اشارے پر ناچنے والی کٹھ پتلیاں؟

- کہاں ہیں امن۔امن۔امن! کی رٹ لگانے والی بے لگام زبانیں؟
- کہاں ہیں بال کی کھال اتارنے والے میڈیائی شعبدہ باز؟
- کہاں ہیں ظلم کے منظر نامے شائع کرنے والے؟
- کہاں ہیں کرائم کے خلاف صحافتی اسلحے سے مسلح جنگجو؟
- کہاں ہے میڈیا؟ کہاں ہیں حکمران؟
- کہاں ہیں صدارت کا تاج سجانے والے؟
- کہاں ہیں وزارت عظمیٰ، وزارت خارجہ، وزارت داخلہ پر براجمان ملک کی تقدیر بنانے والے؟
- کہاں ہیں انصاف کے ترازو میں "بندر بانٹ" کرنے والے؟

تم ایک ملالہ کو روتے ہو؟ ظالمو! تم عافیہ پر ہونے والی جان لیوا داستان ظلم سے کیوں آنکھیں چراتے ہو؟ کیوں؟.....تم لال مسجد میں فاسفورس بموں سے کوئلہ ہو جانے والی ہزاروں لاشیں کس پتھر کے دل میں دفن کیے بیٹھے ہو؟ اور تو اور تمہیں صرف ملالہ پر ہی دکھ کیوں ہے؟ اسی کے ساتھ حملے کا شکار ہونے والی دوسری دو بچیاں شازیہ اور کائنات پر تم ٹسوے کیوں نہیں بہاتے؟

وہ بے چاریاں چیخ چیخ کر کہہ رہی ہیں: "انکل میڈیا! انکل امریکہ! ہمیں بھی گولیاں لگی ہیں ہم بھی ملالہ کے ساتھ تو تھیں ہمیں کوریج نہیں دی گئی؟ ہمیں امداد کیوں نہ دی گئی؟" اگر ملالہ پر ظلم ہوا ہے تو اس جیسے واقعات میری اس دھرتی پر ہر روز بڑی بے رحمی سے ہو رہے ہیں، کبھی اقوام متحدہ کے جنرل سکریٹری انکل "بان کی مون" نے نیک تمناؤں کا اظہار نہیں کیا۔ ملالہ پر انصاف

کی دہائیاں دینے والا ہر اسلام دشمن طبقہ خصوصاً ظالم امریکہ اور اس کے حواری ذہن نشین کر لے مسلمان کو اپنی ہر بہن ایسے ہی عزیز ہے جیسے تمہیں آج اپنے مقاصد کے حصول کے لیے ملالہ یوسف زئی۔

➢ ملالہ کا ایشو سامنے لا کر تم نے گستاخانہ فلم کے خلاف اہل اسلام کے عالمی احتجاج کا رخ موڑنے کی کوششیں کی ہیں۔

➢ ملالہ پر کیا اس لیے تو نہیں روتے ہو کہ تم یہ باور کرانے میں کامیاب ہو سکو کہ پاکستان میں دہشت گردی کا دیو سب کو نگل رہا ہے اور اس کے بعد عالمی دہشت گرد امریکہ کو "امن آپریشن" کا جواز فراہم کیا جا سکے ؟

➢ ملالہ تم کو اس لیے عزیز ہے کہ اس نے اپنے والد کے ساتھ پاک فوج کے خلاف یہودی فلم میکر کو انٹرویو دیتے ہوئے ناپاک زبان استعمال کی ہے۔

➢ ملالہ اس لیے تمہیں اس سے خیر خواہی ہے کہ وہ امریکی گماشتوں ... رچرڈ ہالبروک اوبامہ کے خصوصی ایلچی .... کے ساتھ خفیہ ملاقاتیں کر کے پاکستان کی بقاء کی دشمن بن چکی تھی۔

➢ ملالہ سے تم اس لیے اس سے اظہار یکجہتی کرتے ہو کہ میڈونا جیسی قابل شرم امریکی رقاصائیں لاس اینجلس میں اپنے برہنہ بدن پر ملالہ کا نام لکھ کر اس سے اظہار یکجہتی کر رہی ہیں۔

➢ ملالہ تمہیں عزیز ہے کہ وہ شعار اسلامی کی کھلم کھلا توہین کرتی ہے۔

➢ ملالہ پر تمہاری مہربانیاں اس لیے ہیں کہ وہ قیام امن میں اپنا آئیڈیل اسلام کے سب سے بڑے دشمن امریکہ کے صدر کو قرار دیتی ہے۔

کیا یہ سارا کچھ ریکارڈ پر نہیں ہے ۔ عالمی ذرائع ابلاغ نے اس معاملہ کو مظلومانہ رنگ میں پیش کیا اور تم اس پروپیگنڈے کا شکار ہو کر رہ گئے ۔ تم نے زمینی حقائق جاننے کی کوشش ہی نہ کی ۔ تم نے دشمن کی چال ہی نہ سمجھی، تف ہے تمہاری خود اعتمادی پر اور تمہاری اس سوچ پر ۔ پاکستان میں صرف ایک ملالہ ہی نہیں بلکہ یہاں کی عافیہ بھی ہے یہاں کی وہ بے گناہ عفت مآب لال مسجد میں شہید ہوتی ہزاروں طالبات بھی ہیں۔

یہ بھی سچ ہے کہ ہم اس کا حل وہ نہیں مانتے جو ہوا اور ہم قطعاً اس کے حق میں نہیں کہ یوں کسی بھی بچی کو قتل کرنے کی کوشش کی جائے ۔ ہمارے نبی کی تعلیم تو یہ تھی بیٹی ؛ بیٹی ہوتی ہے خواہ کافر کی ہی کیوں نہ ہو! ہم قاتلانہ حملے کی مذمت کرتے ہیں اور کسی کو بھی قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں دیتے ۔

لیکن اس کے باوجود بھی منصفو! انصاف کرنا ہو تو سب سے کرنا ورنہ خود انصاف کا خون نہ کرنا ملالہ پاکستانی ہے تو شازیہ اور کائنات بھی پاکستانی ہیں۔ ملالہ پاکستان کا چہرہ ہے تو عافیہ بھی پاکستان کے ماتھے کا جھومر، ملالہ پاکستان کا اعزاز ہے تو لال مسجد میں اپنی جانوں کا نذرانہ دینے والی طالبات بھی پاکستان کا فخر ۔ ملالہ صنف نازک ہے تو عافیہ اور لال مسجد کی طالبات بھی صنف نازک ۔ آخر یہ فلسفہ کوئی تو انہیں بتائے ۔

فغاں میں ، آہ میں ، فریاد میں ، شیون میں نالے میں
سناؤں درد دل طاقت اگر ہو سننے والے میں

اولڈ ہوم

حافظ محسن شریف، شیخوپورہ

بڑھاپے میں اپنے والدین کی خوب خدمت کرنی چاہیے قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے انسان کو جھنجھوڑتے ہوئے ارشاد فرماتے کہ والدین سے حسن سلوک کرو جب دونوں یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائے تو ان کو اف تک نہ کہو۔۔۔ مغربی کلچر میں نوجوان نسل اپنے بوڑھے والدین کو اولڈ ہوم میں جا کر داخل کرا دیتے ہیں ان کی دیکھا دیکھی مسلمان بھی اسی تہذیب کو اپنانے لگے ہیں۔اسی بارے حافظ صاحب کی ایک اچھوتی تحریر۔

وہ اپنی نظریں بار بار اِدھر اُدھر گھما رہا تھا۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے وہ کسی کے انتظار میں ہو۔ اسے یہاں آئے ہوئے پورے پچاس برس گزر چکے تھے۔ اس کے ارد گرد بہت سے بوڑھے آدمی بیٹھے ہوئے تھے جو ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے لیکن وہ چپ چاپ اپنی جگہ پر بیٹھا ہوا تھا اور کچھ سوچ رہا تھا اور آنسو اس کی آنکھوں سے مسلسل ٹپ ٹپ کرتے گر رہے تھے۔۔ جن کو وہ بار بار اپنے کرتے کے دامن سے صاف کر رہا تھا۔ وہ روزانہ ایک بات سوچتا اور پھر سوچتے سوچتے ہی اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔

یہ ایک بوڑھا آدمی تھا اس کی عمر 110 سال ہو چکی تھی اور جب وہ اس

جگہ آیا تھا اس وقت اس کی عمر 60 برس تھی وہ مسلسل کسی کے انتظار میں رہتا تھا دوسرے بوڑھے جب اس سے رونے کی وجہ دریافت کرتے تو وہ بات کو ٹال دیتا آج بھی وہ مسلسل رو رہا تھا کہ ایک بوڑھا آدمی جس کا نام خدا بخش تھا اس کے پاس آبیٹھا اور اس کو تسلیاں دینے لگا کہ اچانک بوڑھے نے خدا بخش کو اپنے گلے سے لگایا اور دھاڑیں مار مار کر رونے لگا۔ آج وہ اپنا غم ہلکا کرنا چاہتا تھا اور وہ باتیں خدا بخش کو بتانا چاہتا تھا جن کو وہ مسلسل پچاس سال سے چھپا رہا تھا۔

دوسرے بوڑھے یہاں رہنے کے عادی ہو چکے تھے جبکہ کریم بخش وہ واحد بوڑھا تھا جو ایک ہی بات ہر وقت کہتا رہتا کہ "میرا بیٹا بھی یہاں ایک نہ ایک دن ضرور آئے گا۔" کریم بخش کی یہ بات سن کے دوسرے بوڑھے ہنس دیتے اور اس کی بات کا مذاق اڑاتے کہ کریم بخش وہ زمانہ گزر گیا اب تمہارا بیٹا یہاں نہیں آئے گا تمہیں پتا ہونا چاہیے کہ پچاس سال میں صرف ایک مرتبہ تمہارا بیٹا یہاں آیا تھا اور تمہیں یہاں داخل کرا گیا تھا اس کے بعد تو تمہارا لاڈا کبھی نہیں آیا اب وہ یہاں کیسے آسکتا ہے؟ لیکن کریم بخش ان کی یہ ساری باتیں نظر انداز کر دیتا جیسے اس نے کچھ سنا ہی نہ ہو۔

آج..... سارے بوڑھے اس کے ارد گرد جمع ہو چکے تھے اور اس سے وہ بات سننا چاہتے تھے جو وہ ان سے پچاس سے چھپاتا چلا آرہا تھا اور وہ بات اس کی "آپ بیتی" تھی کہ وہ یہاں کیسے آیا؟ کریم بخش ان کو ماضی کی باتیں بتانے لگا

"بیگم تجھے پتا نہیں بچوں نے سکول جانا ہے؟ دیکھو سات بج چکے ہیں اور وہ ابھی تک سوئے ہوئے ہیں۔ ہاں ہاں پتا ہے انہوں نے اسکول جانا ہے ابھی

اٹھاتی ہوں۔ ارے نفیس، ارشد، شاہد اٹھو بیٹا پتا نہیں کہ اسکول جانا ہے؟ اچھا ماما اتنی بھی کیا مصیبت ہے جلدی اٹھنے کی؟ اٹھ جاتے ہیں نفیس نے بدتمیزی سے جواب دیا۔ سن رہی ہو بیگم؟ کیسے بات کر رہا بر خوردار!! تمیز بھی نہیں ہے اسے بولنے کی، کریم بخش نے کمرے کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

ارے جانے دیں بچے ہیں ابھی سمجھ نہیں ہے ان کو، جب بڑے ہوں گے تو خود ہی سمجھ جائیں گے کہ ماں باپ کا ادب کیا ہوتا ہے؟ اور والدین سے کیسے بات کرتے ہیں؟ بیگم تم ہمیشہ ایسی باتیں کر کے ٹال دیتی ہو اگر ابھی سے ادب نہیں کریں گے تو بڑے ہو کر کیا خاک ادب کریں گے؟؟ کریم بخش نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اپنی فیکٹری کی جانب چل دیا۔

کریم بخش ایک بڑی فیکٹری کے مالک تھے، وہ بڑے عیش و عشرت سے زندگی بسر کر رہے تھے، ان کے تین بیٹے تھے اور تینوں ہی برے لڑکوں کی مجلسوں میں بیٹھ بیٹھ کر برے بن چکے تھے۔ وہ تینوں جوان ہو چکے تھے اور ان تینوں کی شادی انہوں نے بڑی دھوم دھام سے کی تھی ان کے تینوں کی شادی کو چار سال کا عرصہ بیت چکا تھا اور تینوں کے ہاں دو دو بیٹے پیدا ہو چکے تھے۔

✸✸✸

کریم بخش کی عمر پچپن سال ہوئی تو انہوں نے اپنا سارا کاروبار اپنے بیٹوں کے ہاتھوں میں دے دیا اور خود گھر میں رہنے لگے عمر جوں جوں گزرتی گئی ویسے ویسے بیماریوں بھی بڑھتی گئیں کچھ عرصے بعد کریم بخش کی وفادار بیوی بھی دنیا سے کوچ کر گئی تھی اب وہ اکیلا تھا ایک کمرے میں پڑا کھانستا رہتا، کوئی اس کو

پوچھنے والا نہ تھا۔

اس کی اولاد اس سے برا سلوک کرنے لگی اس کا دل تڑپتا تھا کہ میں کسی سے بات کروں لیکن ان کے بیٹے تو اپنی اولاد کو بھی ان سے دور رہنے کی تلقین کرتے کہ کہیں کھانسی کی بیماری ان کو بھی نہ لگ جائے۔ کریم بخش ہر وقت روتا رہتا اس کو صرف آدھی روٹی دی جاتی وہ بھی اس طرح جیسے کسی جانور کے سامنے پھینکی جاتی ہے۔ یہ دیکھ کر اس کی آنکھوں میں آنسو آجاتے اور وہ پاگلوں جیسی حرکتیں کرنے لگتا۔ کروڑوں روپے میں کھیلنے والا کریم بخش آج کسمپرسی کی زندگی گزار رہا تھا لیکن وہ اس بات خوش کہ اس کی اولاد نے اس کو گھر میں رکھا ہوا ہے اب تو کھانسی کے ساتھ ساتھ خون آنا بھی شروع ہو گیا تھا۔

✹✹✹

اس کے بیٹوں جب یہ دیکھا تو آپس میں مشورہ کیا اگلے دن وہ اسی مشورے پر عمل کرنے کے لیے کریم بخش کے کمرے میں موجود تھے وہ میٹھی میٹھی باتیں کرنے لگے۔ کریم بخش ان کی باتیں سن کر خوش ہو رہا تھا کہ

اس کے بڑے بیٹے نفیس نے کہا: اباجی! ہم آپ کو ایک ایسی جگہ لے جانا چاہتے ہیں جہاں آپ بہت سکون اور راحت سے رہ سکیں گے۔ بیٹا اس جگہ کا نام کیا ہے؟ کریم بخش نے اپنے بیٹے سے سوال کیا۔

"اولڈ ہوم" نفیس نے جواب دیا۔ ک۔ کک۔ کک کیا اوولڈ ہوم۔؟ نن نن نہیں! میں وہاں نہیں جاؤں گا، مجھے مرنا ہے اپنے گھر میں۔ نہیں! میں نہیں جاؤں گا مجھے یہیں رہنے دو! میری ساری دولت تم لے لو لیکن مجھے وہاں لے کر نہ

جاؤ! کریم بخش نے روتے ہوئے اپنے بیٹوں سے کہا۔

دولت تو ساری ہم پہلے ہی لے چکے ہیں اب تیرے پاس کیا ہے ؟ جو تو ہمیں دے گا ؟ نفیس نے بد تمیزی سے جواب دیا۔ نفیس کا بڑا بیٹا علی غور سے یہ سب کچھ سن اور دیکھ رہا تھا۔ اٹھاؤ اس بوڑھے کو اور لے چلو اس کو اولڈ ہوم ہم اب زیادہ اس کی بیماری برداشت نہیں کر سکتے۔ شاہد نے غصے سے کہا اب وہ تینوں بھائی اپنے والد کو گاڑی میں بٹھا کر اولڈ ہوم کی طرف رواں دواں تھے۔ کریم بخش بے چارہ زور زور سے چلا رہا تھا مجھے وہاں نہ لے کر جاؤ مجھے وہاں نہ لے کر جاؤ کہ اچانک گاڑی ایک جگہ رک گئی۔ سامنے ان کو اولڈ ہوم کا دروازہ نظر آرہا تھا جو جیل کی طرح تھا سارے بوڑھے اندر سے باہر کی جانب جھانک رہے تھے۔ کریم بخش کے تینوں بیٹے کریم بخش کو اٹھائے تیزی سے ایک دفتر کی جانب چل رہے تھے پھر انہوں نے دفتر والے کو کچھ پیسے دیے اور کریم بخش کو اولڈ ہوم میں چھوڑ کر چلے گئے۔"

✸✸✸

اپنی یہ کہانی سنا کر کریم بخش زور زور سے رونے لگا جبکہ دوسرے بوڑھے اس کو دلاسہ دے رہے تھے بالکل عین اسی وقت ان کے سامنے ایک گاڑی رکی اس میں دو نوجوان لڑکے نکلے جنہوں نے ایک بوڑھے آدمی کو اٹھایا ہوا تھا پھر وہ اسی دفتر کے اندر گئے جہاں کریم بخش کو لے جایا گیا تھا ان لڑکوں نے دفتر والے کو کچھ پیسے دیے اور بوڑھے کو جیل نما کمرے میں چھوڑ دیا۔

کریم بخش بڑی حیرت سے اس آنے والے بوڑھے کو دیکھ رہا تھا اور

آنے والا بوڑھا چلا رہا تھا خدا کے لیے مجھے یہاں چھوڑ کہ نہ جاؤ۔ اسی دوران آنے والے بوڑھے کی نظر کریم بخش پر پڑی وہ اس کو ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا اور دوسری طرف کریم بخش کی بھی یہی حالت تھی آنے والا بوڑھا یک دم اٹھا اور کریم بخش کے قدموں میں گر گیا ابا جان مجھے معاف کر دو مجھے معاف کر دو یہ مجھ سے کیسی غلطی ہو گئی ؟ کریم بخش نے بوڑھے کو اٹھایا اور بغور دیکھا یہ کریم بخش کا بڑا بیٹا نفیس تھا جو کہ بہت زیادہ بوڑھا اور کمزور ہو چکا تھا اپنے بیٹے کو دیکھتے کریم بخش کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اس نے بے اختیار اپنے بیٹے کو گلے سے لگایا اور پھر وہ دونوں زار و قطار رونے لگے۔ نفیس کے بڑے بیٹے جو کہ کچھ ہی فاصلے پر کھڑے تھے انہوں نے جب رونے کی آوازیں سنیں تو پیچھے مڑ کر دیکھا کہ کوئی بوڑھا اس کے والد کو گلے لگا کر رو رہا ہے یہ دیکھتے ہی اس کو کچھ یاد آیا اور بھاگ کر اولڈ ہوم میں پہنچا اس نے غور سے دیکھا تو وہ بوڑھا کریم بخش اس کے دادا ابو تھے ۔ علی کے ذہن میں فوراً کہ اگر آج میں نے اپنے والد کو یہاں چھوڑا ہے تو یقیناً کل میری اولاد بھی مجھے یہاں ضرور چھوڑ کر جائے گی۔

یہ سوچتے ہی اس کی آنکھوں سے گناہوں کی سیاہ پٹی اتر گئی اور وہ اپنے والد نفیس اور دادا ابو کریم بخش سے معافیاں مانگنے لگا اور دونوں کو گاڑی میں بٹھا کر گھر لے آیا۔

نعمان خوشی سے اپنے والد علی کی طرف دیکھ رہا تھا اور اپنے دادا اور پر دادا کو دیکھ کر بھی زیادہ خوش ہو رہا تھا علی کو ایسے لگ رہا تھا جیسے وہ بہت بڑی مصیبت سے چھٹکارا حاصل کر چکا ہے اور اس کا مستقبل تباہ و برباد ہونے سے بچ گیا ہے۔

اولاد کی تربیت

ضبط و ترتیب: اہلیہ مولانا محمد الیاس گھمن

خطبہ مسنونہ:

الحمدللہ و کفی والصلوۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی خصوصا علی سید الرسل و خاتم الانبیاء اما بعد: فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

الاحزاب، 21

میں نے پارہ نمبر 21 سورۃ احزاب کی آیت نمبر 21 آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے ایک اہم مسئلہ ارشاد فرمایا۔ اوراس میں ساتھ ساتھ بات سمجھانے کے لیے یہ بات بھی کھول کر بیان کر دی کہ یہ مسئلہ کن کے لیے ہے۔ مسئلہ کیا بیان فرمایا؟

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

میں نے اپنا پیغمبر آپ کے لیے نمونہ اور معیار بنا کر بھیجا ہے۔ یہ مسئلہ بیان فرمایا۔

اسوہ حسنہ سے مراد:

اسوۃ حسنہ یعنی کسوٹی۔ کسوٹی کا مطلب کیا ہے؟ جیسے آپ نے عید کے موقع پر کپڑے سینے کے لیے کسی درزن کو دیے تو ساتھ میں ماپ بھی دیا کہ بالکل

اس جیسے سینا۔ اسی طرح معیار اور نمونے کا مطلب یہ ہے اللہ رب العزت نے ہمیں بتایا زندگی تم نے اس طرح گزارنی ہے جس طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے گزاری ہے۔ جس طرح ہم ماپ دیتے ہیں کسی کپڑے کے لیے اسی طرح اللہ رب العزت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم دیے ہیں زندگی سنت طریقے کے مطابق گزارنے کے لیے۔ جس طرح درزی اس نمونے میں جو آپ نے دیا ہے نہ کمی کر سکتا ہے نہ زیادتی، اگر کمی کرے تو غلط اگر زیادتی کرے تو غلط۔ کمی کرنے پر بھی کپڑے سلوانے والا خوش نہیں ہوتا اور اضافہ کرنے پر بھی خوش نہیں ہوتا۔

اللہ نے ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرمائے اسوہ حسنہ کسوٹی بنا کر۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو دین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عطا فرمایا اس دین میں ہم کمی بھی نہیں کر سکتے اور اس دین میں ہم اضافہ بھی نہیں کر سکتے کمی کریں تو جرم ہے اضافہ کریں تو جرم ہے اور یہ زندگی ہماری وہ ہے جو ماں کے پیٹ سے باہر آنے سے لے کر قبر کے پیٹ میں جانے تک ہے۔ درمیان کی زندگی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ اور طریقہ کے مطابق گزارنی ہے۔

جب تک ماں کے پیٹ سے بچہ اس دنیا میں نہ آئے اس وقت کی زندگی کو دنیوی زندگی نہیں کہتے اور جب کوئی قبر کے پیٹ میں چلا جائے تو اس زندگی کو دنیا کی زندگی نہیں کہتے۔ دنیا کی زندگی ماں کے پیٹ سے نکلنے کے بعد شروع اور قبر کے پیٹ میں جانے سے ختم ہو جاتی ہے یہ وہ زندگی ہے جو ہم نے اور آپ نے اپنے طریقے کے مطابق گزاری ہے۔ اگر اس مختصر سی زندگی کو نبی کے طریقہ کے

مطابق گزار لیا تو نتیجہ یہ نکلے گا موت کے بعد زندگی جو ہمارے اختیار میں نہیں اللہ ہمیں اس میں وہ نعمتیں اور وہ چیزیں عطافرمائیں گے جو پیارے حبیب کو عطافرمائیں گے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ قیامت کا تذکرہ فرمایا تو ایک صحابی نے پوچھا یا رسول من الساعۃ قیامت کب آئے گی نبی نے فرمایا ما اعدت للساعۃ؟ تو قیامت کے لیے کیا تیار کیا ہے کہ قیامت کا سوال کرتا ہے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ما اعدت للساعۃ الا انی احب اللہ و رسولہ میرے پاس قیامت کی تیاری کا اور کوئی سامان موجود نہیں ہے ہاں میں اللہ سے اوراس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا المرء مع من احب

سنن الترمذی، رقم الحدیث 2385

آدمی قیامت کے دن اس کے ساتھ ہو گا جس سے اس نے دنیا میں محبت کی۔

حقیقی محبت

محبت کا مطلب یہ نہیں کہ کلمہ پڑھے۔ نبی سے عشق کے دعوے کرے حضور کی شان میں نعتیں پڑھے۔ محبت کا معنی یہ ہے کہ خوشی ہو یا غم، دکھ ہو یا سکھ، برادری ہو یا خاندان، ہر حال میں اپنے نبی کے طریقے کو مقدم سمجھے اور برادری کے طریقے کو مؤخر سمجھے۔ حضور کی سنت کو ترجیح دے رسم و رواج کو چھوڑ دے تو اس کا معنی یہ ہے کہ اس شخص نے اللہ سے محبت کی ہے

اوراس کے رسول سے کی ہے۔ عرب میں ایک شاعر گزرا ہے اس نے اس محبت کے عنوان کو بیان کرنے کے لیے کہا:

تَعْصِي الْإِلٰهَ وَأَنْتَ تُظْهِرُ حُبَّهُ
هَذَا مُحَالٌ فِي الْفِعَالِ بَدِيعُ
لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَأَطَعْتَهُ
إِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ أَحَبَّ مُطِيعُ

شعب الایمان، ج2 ص44

تو اللہ سے محبت کے دعوے بھی کرتا ہے اور اللہ کی نافرمانی بھی کرتا ہے۔ یہ باب محبت کے اندر بالکل ناممکن اور محال ہے۔ کیونکہ اگر تو اللہ کے ساتھ محبت کے دعوی میں سچا ہوتا تو اللہ رب العزت کی بات بھی مانتا۔ اگر ہم حضور کی محبت میں سچے ہیں اس کا معنی کہ نبی کی بات بھی مانیں گے۔ پیدائش سے لے کر وفات تک زندگی رسول اکرم کے مبارک طریقے کے مطابق ہم نے گزارنی ہے

رسوم نہیں، سنت:

ہمارے ہاں المیہ یہ ہے کہ کبھی شریعت کا علم نہیں ہوتا اور کبھی شریعت کا علم تو ہوتا ہے لیکن برادری کے رسم و رواج کو توڑنے کی ہمت نہیں ہوتی۔ یہ دعا کریں کہ اللہ ہمیں علم بھی عطا کرے اللہ برادری کے رسم و رواج کو توڑنے کی بھی توفیق عطا فرمائے اور سنت کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بچے کی پیدائش پر مسنون چیزیں صرف یہ ہیں کہ بچہ جب پیدا ہو بچے کو صاف کیا جائے بچہ کا بہترین سا نام رکھیں اور تحنیک جسے عربی میں کہتے ہیں اور ہم

اپنی زبان میں کہتے ہیں گھٹی۔

گھٹی کسی نیک آدمی سے دلوانی چاہیے ہمارے ہاں جب بچہ کی پیدائش ہو تو گھٹی نیک آدمی سے ڈلوانے کی بجائے کبھی ہم کہتے ہیں اس کی تائی سے گھٹی دلواؤ۔ کبھی کہتے ہیں کہ خالہ سے کبھی کہتے ہیں دادا ابو سے دلواؤ۔ دیکھو گھٹی کا معنی یہ ہے کہ یہ پہلی خوراک ہے جو بچے کے حلق میں اترنے لگی ہے اگر پہلی خوراک کسی صالح اور نیک آدمی کی حلق میں اترے گی تو کل کو یہ بچہ نیک ہو گا اور اگر کسی فاسق وفاجر آدمی کا جھوٹا منہ میں جائے گا تو بچہ برا ہو گا۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح کا رزق آدمی کے پیٹ میں جاتا ہے اسی کے مطابق اللہ اعمال کی توفیق عطا فرماتے ہیں۔ اگر رزق حلال کھائیں گے رزق پاکیزہ کھائیں گے اللہ اچھے اعمال کی توفیق عطا فرمائیں گے اور اگر رزق حلال نہیں ہو گا تو آدمی کو اچھے اعمال کی توفیق نہیں ملتی۔ اگر اچھی خوراک کھائے تو اللہ اس کے اعمال صالحہ کی برکت سے اس کی دعائیں بھی قبول فرماتے ہیں اگر رزق حلال پیٹ میں نہ ہو تو اعمال سیئہ ہوتے ہیں تو آدمی کو اچھے اعمال کی توفیق نہیں ہوتی بلکہ آدمی کے اعمال بہت برے ہوتے ہیں۔

رزق حلال اور دعا کی قبولیت

اس پر ایک واقعہ ہے حجاج بن یوسف کا جو خلیفہ بغداد کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا وہ بہت ظالم انسان تھا اس امت میں کلمہ گو مسلمانوں میں سے شاید ہی کوئی اس سے ظالم انسان گزرا ہو۔ سوا لاکھ مسلمانوں کے خون سے اس نے اپنے ہاتھ رنگین کیے ہیں لیکن جب یہ وہاں کوفہ کا گورنر بن کے گیا تو

وہاں صلحاء اور علماء کی ایک ایسی جماعت تھی جو مستجاب الدعوات تھی اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جو اللہ سے دعا کریں وہ اللہ قبول کریں۔ جب بھی کوئی ظالم حکمران آتا تو یہ نیک لوگ بد دعا کرتے اللہ اس کی حکومت کو ختم فرمادیتے۔

یہ نیک لوگ تھے ان کی دعائیں قبول ہوتی تھیں۔تو جب حجاج بن یوسف سے انٹیلی جنس کے لوگوں نے کہا کہ یہاں کچھ لوگ ہیں جو مستجاب الدعوات ہیں ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں جب بھی وہ کسی ظالم حکمران کے خلاف بد دعاء کرتے ہیں وہ قبول ہوتی ہے حجاج بن یوسف نے ظلم کرنے تھے اور ان کی بد دعاؤں سے بھی بچنا تھا، اس مقصد کے لیے اس نے طریقہ یہ اختیار کیا کہ ان صلحاء لوگوں کو اپنے دربار میں دستر خوان پر بلایا اور کھانا کھلایا۔

جب کھانا کھاچکے تو ان سے حجاج بن یوسف نے کہا اب مجھے تمہاری بد دعاؤں کی کوئی فکر نہیں اس لیے کہ میں نے تمہارے حلق میں حرام غذا اتار دی ہے۔ انسان کے پیٹ میں حرام جائے تو دعا بھی قبول نہیں ہوتی۔

گھٹی کون دے؟

تو پہلا کام یہ کریں کہ جب گھٹی دینی ہے تو اس وقت اس بات کا خیال کریں نیک آدمی سے گھٹی دلوائیں۔ کھجور ہے شہد ہے جو چیز بھی ہے نیک آدمی سے دلوائیں عموماً آپ نے دیکھا بچہ کو جس نے گھٹی دی ہے بچہ پر اس آدمی کے اثرات و ثمرات نظر آتے ہیں۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے گھٹی دی ہے اور جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے ہیں تو ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گھٹی دی۔ اب بتاؤ جس کو گھٹی

بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہو اس کے اچھے اعمال کا تو انسان تصور بھی نہیں کر سکتا۔

ایک کام تو یہ کریں بچہ کو گھٹی کسی نیک آدمی سے دلوائیں یہ پھوپھی، چاچی، مامی ان رشتوں کا احترام کریں، ہم یہ نہیں کہتے کہ رشتوں کا احترام نہ کریں لیکن گھٹی کے معاملے میں تقویٰ کا خیال کریں رشتہ داری کا نہیں۔ اگر ایک آدمی رشتہ دار تو نہیں لیکن متقی اور پرہیز گار ہے تو اس سے گھٹی دلوائیں اور رشتہ دار نیک نہ ہوں تو ان سے گھٹی نہ دلوائیں۔

بالوں کے برابر صدقہ دیں:

ہمارے ہاں جب بچہ کا نام رکھنے کا وقت آتا ہے نام رکھتے ہیں اور بال بھی مونڈتے ہیں اس وقت بہت سے گناہ پھر شروع کرتے ہیں رسم ورواج کرتے ہیں سنت طریقہ یہ ہے کہ حجامت کریں اور ان بالوں کے برابر چاندی تول کر صدقہ کریں یہ چاندی اللہ کے راستے میں صدقہ کیوں کروائی ہے اس لیے کہ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم صدقہ کیا کرو۔ کیوں؟ الصدقة تطفیء غضب الرب

شعب الایمان، رقم الحدیث 3351

صدقہ اللہ کے غصہ کو یوں ٹھنڈا کر دیتا ہے جیسے پانی آگ کو ٹھنڈا کر دیتا ہے۔ جیسے پانی سے آگ بجھ جاتی ہے ایسے ہی اللہ کا غصہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ تو بچہ کی پیدائش پر اس بچہ کی طرف سے صدقہ ہو جائے تاکہ آئندہ چل کر اللہ کی رحمت کا مستحق بنے اللہ کے غضب کا مستحق نہ بنے۔

بچے کا نام کیسا ہو؟

اس کے بعد اس بچہ کا نام رکھیں۔ نام کیا رکھنا چاہیے؟ نام یوں رکھے اگر بچی ہے تو کسی ولیہ کا نام رکھے، کسی صحابیہ کا نام رکھے، کسی نیک عورت کا نام رکھے۔ اگر بیٹا ہے تو نبی کا نام رکھے، کسی صحابی کا نام رکھے، مجتہد، فقیہ کا نام رکھے، مفسر، محدث، عالم کا نام رکھے۔ اس بات کا خیال رکھے کہ نام اچھا رکھے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: إنكم تدعون يوم القيامة بأسمائكم و أسماء آبائكم فأحسنوا أسماءكم

شعب الایمان، رقم الحدیث 8633

کہ قیامت کے دن تمہیں تمہارے باپوں اور تمہارے ناموں کو ناموں سے پکارا جائے گا اس لیے اپنے بچوں کے نام اچھے رکھا کرو۔ جیسا بچہ کا نام ہوتا ہے اللہ اس شخصیت کے نام کے اثرات کو اس بچہ پر ڈال دیتے ہیں پس اگر کوئی نام اچھا نہ رکھے تو نام بدل دینا چاہیے۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نام تبدیل فرمائے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیٹا پیدا ہوا پوچھا نبی علیہ السلام نے کیا نام رکھا ہے؟ انہوں نے کہا میں نے حرب رکھا ہے۔ نبی نے فرمایا حرب نہ رکھو حسن رکھو۔ اب حرب کا مطلب جنگ ہے اور حسن کا مطلب اچھا، صلح جو ہے۔ اس نام بدلنے کا نتیجہ کیا ہوا؟ جب حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما یہ دونوں فوجیں مسلمانوں کی آپس میں لڑی ہیں اور جنگ وجدل شروع ہوا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جانے کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور مخالف مسلمانوں

کی فوج کے درمیان صلح کروانے والے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس طرح کے واقعات ہمارے ہاں بھی بہت ملتے ہیں۔

انوکھا نام رکھنے کا شوق

بچے کا نام بہت اچھا رکھیں اس سے بہت فرق پڑتا ہے لوگ نام ایسا رکھتے ہیں جو پہلے کبھی کسی نے نہ رکھا ہو۔ عموماً لوگ کہتے ہیں ایسا نام بتائیں جو پہلے کبھی کسی نے نہ رکھا ہو۔ میں کہتا ہوں اگر ایسا نام رکھو گے جو پہلے کسی کا نام نہیں تو یہ ایسا کام کرے گا جو پہلے کسی نے نہ کیا ہو انوکھے نام کے انوکھے کام ہوں گے۔ پھر تم نے پریشان ہونا ہے ماں بھی پریشان ہے بہن بھی پریشان ہے کہ ہمارا لڑکا دیکھو کیسا کام کرتا ہے جو ہمارے خاندان نے پہلے کسی نے نہیں کیا۔ ہمارے خاندان کو برباد کر دیا ہے۔ تو تم نے اس وقت کیوں نہیں سوچا جس وقت نام رکھ رہے تھے؟ نام ایسا نہیں رکھتے جو خاندان میں اچھا نام ہوتا شریعت میں اچھا نام ہوتا۔ اس کا نقصان کیا نکلا؟ اس نے برے کام شروع کر دیے، اچھے نام رکھتے اللہ ان سے اچھے کام لے لیتے۔ تو نام اچھا رکھنا چاہیے۔

بلا سوچے سمجھے قرآنی الفاظ پر نام رکھنا

ہمارے ہاں ایک اور مرض یہ ہے قرآن کھولیں آنکھیں بند کر کے حرف پر انگلی رکھیں جس حرف پر انگلی آئے وہ ہی نام رکھ دیں۔ اللہ کی بندی یہ تو دیکھو جس حرف اور لفظ پر آپ کی انگلی آئی ہے اس کا معنی کیا ہے؟ کبھی لفظ کا معنی گندا نہیں ہوتا لیکن جس کا وہ نام ہوتا ہے وہ بندہ گندا ہوتا ہے۔ اگر آپ نے قرآن کھولا، آنکھ بند کر کے انگلی رکھی اور نیچے فرعون آگیا تو کیا بچے کا نام

فرعون رکھ دو گی؟ بچے کا نام قارون رکھ دو گی؟ بچے کا نام شیطان، ابلیس رکھ دو گی؟ کوئی بھی رکھنے کے لیے تیار نہیں تو ہم نے یہ گندی رسم کیوں اختیار کی؟

حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی مفتی اعظم پاکستان بہت بڑے عالم، فقیہ اور بہت نیک بزرگ تھے۔ حضرت فرمانے لگے ہمارے پاس ایک آدمی آیا پوچھا، بچی کا نام؟ اس نے کہا اسریٰ۔ حضرت نے پوچھا تم نے بچی کا نام اسریٰ کیوں رکھا ہے؟ اس نے کہا ہم نے قرآن کھول کر انگلی رکھی آنکھ کھول کر دیکھا تو اسریٰ پر ہماری انگلی آئی ہم نے یہ نام رکھ لیا۔ مفتی صاحب فرمانے لگے تم یہ بتاؤ اسریٰ کا معنی کیا ہے؟ اس نے کہا ہمیں تو اسریٰ کا معنی معلوم نہیں۔ تو انہوں نے کہا اس کا مطلب ہے رات کو لے جانا سُبْحَانَ الَّذِی أَسْرَی بِعَبْدِهِ لَيْلًا

سورۃ الإسراء، 1

اللہ وہ ذات پاک ہے جو اپنے نبی کو رات کو لے گئے تھے معراج پر۔ تو آپ نے اس کا نام رکھا ہے اسریٰ تو جب بچی بڑی ہو گی معنیٰ کا پتہ چلے گا تو یہ سوچے گی ناں میری ماں نے میرا نام یہ کیوں رکھا ہے؟ ایسا نام آپ نے اس کو کیوں دیا جس سے غلط خیال ذہن میں آنا شروع ہوئے۔

نام کس سے رکھوائیں؟

ہمارا رواج ہے جب نام رکھ لیتے ہیں تو پوچھتے ہیں اس کا معنی کیا ہے؟ ہم سے پوچھا جب بچی پیدا ہوئی تھی؟ اس کا نام رکھو عائشہ، اس کا نام رکھو خدیجہ، اس کا نام رکھو زینب۔ اب عائشہ خدیجہ زینب کا معنی کیا ہے؟ معنی پوچھیں گے۔ اللہ کے بندیو! ان کے معنی سے مطلب نہیں ہے۔ بعض الفاظ ایسے ہوتے ہیں ان کے

معنی کو نہیں دیکھتے بلکہ جس شخصیت کا نام ہے اس شخصیت کو دیکھتے ہیں۔ تو شخصیت کے حساب سے نام رکھیں گے اللہ اس شخصیت والے اعمال وآثار عطا فرمائیں گے۔ اس بات کا خیال رکھیں۔

پھر ہمارے ہاں بہت سی مستورات بھی ہیں اور پھر دوست احباب بھی ہیں وہ ہمیں فون کر کے پوچھتے ہیں کہ مولانا صاحب یہ ہم نے نام رکھا ہے تو اس کا معنی بتائیں۔ میں ان سے پوچھتا ہوں یہ نام کس نے رکھا ہے؟ کہا یہ بچے کی خالہ نے نام رکھا ہے تو میں نے کہا جب نام خالہ نے رکھا ہے تو معنی خالہ سے پوچھیں۔ ماموں نے نام رکھا ہے تو معنی ماموں سے پوچھیں۔ کہتے ہیں نام ماموں نے رکھا ہے معنی آپ بتائیں۔ میں نے کہا عجیب بات ہے بھئ تم نام بھی ہم سے پوچھ لیتے کہ نام کون سا رکھیں تو جس نے نام رکھا ہے معنی اس سے پوچھا کریں یا پھر نام بھی ہم سے پوچھا کریں اور معنی بھی ہم سے پوچھا کریں۔

اس لیے اپنے ماموں اور خالو سے نام نہ رکھوائیں کسی عالم سے رابطہ کر کے ان سے نام پوچھا کریں۔ نیک عالم سے مراد یہ ہے کہ آپ کے پاس مدرسہ موجود ہے مدرسہ میں استانیاں پڑھاتی ہیں، استانیوں سے پوچھیں کہ ہمارے ہاں بیٹی پیدا ہوئی ہے، بیٹا پیدا ہوا ہے کیا نام رکھیں؟ جو نام بتا دیں اس کا وہ نام رکھ لیا کریں۔

سب سے پہلے اللہ کا نام یاد کرائیں:

بچے کا نام رکھنے کے بعد کوشش کیا کریں کہ جب آغاز کریں تو اللہ کے نام سے آغاز کریں کہ بچہ جب بھی بولے تو اللہ کا نام لے، دو مرتبہ دس مرتبہ اس

کے سامنے بار بار اللہ اللہ کہیں۔ اس بچے کی زبان سے اللہ کا نام جاری ہو گا۔ ہمارے ہاں جو بچہ ہوتا ہے جب وہ تھوڑا سا چلنے کے قابل ہوتا ہے، جب وہ بولنے کے قابل ہوتا ہے یا تو اس کو جو مہذب لوگ ہیں وہ امی ابو یاد کرائیں گے اور جو تھوڑے سے غیر مہذب ہیں وہ امی ابو کی بجائے ان کو دوسرے نام یاد کروانا شروع کرتے ہیں۔ ایسے الفاظ ہوتے ہیں کہ مجھے اپنی زبان سے کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔

پہلے ہم اپنے بچوں کو شروع میں اللہ کا نام یاد کروائیں۔ گھر والے یا تو امی ابو یاد کروائیں گے یا امی ابو کو یاد کروانے کی بجائے دائیں جانب اور بائیں جانب کے نام یاد کروائے جاتے ہیں تو کوشش کریں کہ بچے کی زبان سے شروع سے ہی یہ کلمات جاری ہوں۔ یہ کلمات اللہ تعالی کے نام ہیں۔ بیٹے کی زبان سے اللہ تعالیٰ کے نام جاری کروائیں۔ بیٹا اللہ کدھر ہے؟ اللہ کتنے ہیں؟ ہمارے اللہ کون ہیں؟ ہمارے نبی کون ہیں؟ ہمارے مذہب کا نام کیا ہے؟ وغیرہ بچوں کو شروع سے یہ چیزیں یاد کروائیں۔

ماں کا نام تو اس کو یاد ہو ہی جاتا ہے باپ کا نام اس کو یاد ہو ہی جاتا ہے۔ ہم یاد کروائیں تب بھی ہو گا نہ کروائیں تب بھی ہو گا تو اپنے بچوں کو اللہ کا نام یاد کروائیں۔ اور جب بچہ ابھی بچہ ہے تو اس کے لیے گھر میں کھلونے لاتے ہیں کھیلنے کے لیے۔ کھیلنا تو خیر بعد کی بات ہے پہلے ہم اس بچہ کے لیے کپڑے خریدتے ہیں۔ کپڑے خریدنے میں چند باتوں کا بہت اہتمام فرمائیں۔

بازاری کپڑے نہ خریدیں:

اس بات کا خیال کریں کہ بازار سے ریڈی میڈ کپڑے لانے کی بجائے اپنے گھر میں بچوں کو تیار کر کے کپڑے دیا کریں۔ گرمی ہے تو ململ کا کپڑا ہے کاٹن کے کپڑے مل جاتے ہیں۔ سردی ہے تو کپڑے مل جاتے ہیں کوشش کریں کہ خود تیار کر کے بچوں کو کپڑے پہنائیں اس سے ماں کی محبت کا اندازہ ہوتا ہے بہنوں کی محبت کا اندازہ ہوتا ہے اور دوسرے رشتہ داروں کی محبت کا اندازہ ہوتا ہے۔

ریڈی میڈ کپڑے پہنانے کی بجائے اپنی اولاد کو اپنے گھر کے تیار کردہ کپڑے پہنائیں اور یہ تب ہو گا جب آپ کو سلائی آئے گی، یہ تب ہو گا جب آپ کو کڑھائی آئے گی۔ اس کے لیے ہم پورا اس کا اہتمام کرتے ہیں ابھی ہم نے دو سالہ فاضلہ کورس شروع کیا ہے تو بچیوں نے پڑھنا شروع کیا ہے فی الحال ہم نے ان کو سلائی شروع نہیں کرائی۔ لیکن ان شاء اللہ ہمارے مدرسے کے نصاب کا حصہ ہے کہ ہم مستقبل میں آگے جا کر ششماہی امتحان کے بعد یا سالانہ امتحان کے بعد شعبان رمضان میں دو مہینے چھٹیاں ہوں گی ہم اس میں ان شاء اللہ بچیوں کو ضرور سلائی سکھائیں گے۔

کچھ مشین ہمارے پاس ہیں اور دس پندرہ مشین ان شاء اللہ اکتوبر کے مہینے میں نئ آجائیں گی۔ وہ آبھی گئیں تو آپ کو ملیں گی نہیں، ملیں گی تب جب آپ کا دو سالہ فاضلہ کورس مکمل ہو گا۔ مطلب یہ ہے کہ سلائی اور کڑھائی خود کریں اپنے گھر میں اگر عورت کو صحیح کڑھائی آتی ہو تو خاوند کی مالی حالت ٹھیک نہ ہو تو خاوند بیمار ہو گھر میں غربت ہو گھر میں دو چار کپڑے ایک آدھ جوڑا روزانہ

سی کر اپنے گھر کا اچھی طرح گزارا کر سکتی ہیں۔ اور پردہ کے ساتھ عزت کے ساتھ چلیں۔ اگر یہ بھی نہ کر سکیں شرم آتی ہو تو کم از کم اپنے شوہر کو اپنے ہاتھ سے تیار کر کے دے سکتی ہو اپنی اولاد کو تیار کر کے خود دے سکتی ہو۔

کم خرچ بالا نشیں:

اب پتہ ہے کہ عید کے موقع پر ایک لباس وہ ہے جو درزی تیار کرتا ہے ایک لباس وہ ہے جو بیوی نے خود تیار کیا۔ اب اگر بیوی تیار کر کے شوہر کو کہتی ہے کہ یہ سوٹ میں نے آپ کے لیے بنایا ہے تو شوہر کے دل میں بیوی کی کتنی محبت ہو گی، بیوی کی قدر ہو گی، عظمت ہو گی کہ میری بیوی کتنی اچھی ہے۔ رمضان کے روزے میں میری خاطر کتنی محنت کی ہے اس سے شوہر کا دل بیوی کی طرف مائل ہوتا ہے محبتیں بڑھتی ہیں اور پیسے بچتے ہیں۔ آج کل تو درزیوں کی 6 سو، 8 سو، 15، 15 سو روپے تک سلائیاں شروع ہو گئی ہیں۔ اس قدر اخراجات اگر عورتیں چاہیں تو گھر میں بچا سکتی ہیں عید کے موقع پر، شادی کے موقع پر، سردی اور گرمی کے کپڑے خود سی لیں۔ میرا مقصد یہ ہے کہ جو بچہ آپ کے گھر میں ہے اس کو ریڈی میڈ سوٹ کی بجائے گھر کے کپڑے پہنایا کریں، کیوں؟

بازاری کپڑوں کی نحوست:

ریڈی میڈ کا اگر کوئی بھی قصور نہ ہو تو بازار کے ماحول سے کپڑا گذر کے آتا ہے اور بازار کی ہواؤں کے ثمرات کو لے کر آتا ہے۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ ہمارے مسلک دیوبند کے بہت بڑے عالم اور فقیہ تھے اور میں آپ کو بار بار سمجھاتا رہتا ہوں کہ اپنے علماء دیوبند کے نام یاد رکھا کریں۔ ہم سنی

ہیں ہم حنفی ہیں ہم دیو بندی ہیں۔ آپ کے ذہن میں ہونا چاہئے کہ کوئی بندہ پوچھے تم کون ہو؟ تم کہو ہم سنی حنفی دیوبندی ہیں۔ اپنا نام بتانے میں کبھی جھجک محسوس نہ کیا کرو پھر اپنے اکابر علماء دیوبند کے نام یاد رکھا کرو کہ ہمارے دیوبند کا مدرسہ فلاں نے بنایا تھا۔ ہمارے سب سے بڑے پیر فلاں تھے۔ مولانا قاسم نانوتوی نے مدرسہ دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی ہے۔ مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی ہمارے سب سے بڑے پیر ہیں۔ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی ہمارے بزرگ ہیں۔ یہ نام ذہن میں رکھا کرو۔

مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ علیہ تشریف فرما تھے ان کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے ان کو رومال پیش کیا حج سے واپس آنے کے بعد۔ حضرت نے اس رومال کو چوما اور اس کو اپنے سر پر رکھا اور اس کے ہدیہ کو قبول کیا کسی بندے نے کہا کہ حضرت آپ نے رومال کا اتنا احترام کیوں کیا؟ فرمایا مدینے سے آیا ہے۔ اس بندے نے کہا حضرت آپ کو پتا ہے مدینے میں بکا ہے اور آپ کے پاس آگیا ہے۔ حضرت فرمانے لگے مجھے پتا ہے کہ یہ چائنا کا بنا ہوا ہے مدینے میں بکا ہے۔ مدینہ منورہ پیغمبر کے شہر کی ہوا تو لگی ہے ناں۔ میں نے اس ہوا کی وجہ سے اس کو چوم لیا ہے اور میں نے اس کو اپنے ماتھے پر رکھ لیا ہے۔ یہ ہمارے اکابر کا مزاج ہے۔ اچھی ہوا لگ کے آئے تو اچھے اثرات ہیں اور جو بازار کی گرد لگی ہے تو وہ بازاری ثمرات لائے گی تو کوشش کریں کہ اپنی اولاد کو ایسے لباس نہ پہنائیں

تصویر والے لباس کا وبال

اگر کوئی ریڈی میڈ کپڑا آجائے کسی نے ہدیہ دے دیا ہے اور گفٹ دے

دیا ہے باہر سے آگیا ہے میں یہ نہیں کہتا آپ اس کو پھینک دیں۔ یہ دیکھیں اس کے اوپر کوئی تصویر تو نہیں؟ اگر کوئی جاندار کی تصویر ہے تو اس تصویر کو اتار دیں۔ کتے بلی جاندار کی تصویر ہے ہٹائیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا تَصَاوِيرُ

صحیح البخاری، رقم الحدیث 5949

جس گھر میں کتا یا جاندار کی تصویر ہو رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ اگر وہاں پر کسی بندے کی موت آگئی ایک مرتبہ سیدھا اس کو جہنم کا غوطہ ضرور لگے گا چاہے وہ جتنا نیک کیوں نہ ہو رحمت کا فرشتہ آئے گا تو جنت کی طرف جائے گا۔ اگر رحمت کا فرشتہ نہیں تو دوسری طرف اس کو لے کر جائے گا پھر اپنے اعمال کی وجہ بے شک اس کی مغفرت ہو اور جنت میں چلا جائے۔

بچپن سے تربیت کریں:

ہمارے ہاں کیا رواج ہے کہ بچہ ہے، بچہ ہے، ارے بابا بچے کو بات سمجھائیں گے تو بڑا ہو کر بات سمجھے گا۔ اگر بچے کو یہ باتیں نہیں سمجھائی گئیں تو بڑے ہو کر بچے کو سمجھ کیسے آئے گی؟ بچپن سے آپ نے اس کو گناہ کا عادی کر دیا تصویریں دکھا کر اس کا مزاج بنا دیا تو بچے آگے چل کر یہی کام کرے گا۔ بچہ تھوڑا سا سیکھنے کے قابل ہو تو اس کو اور باتوں میں لگا دیں اگر نہ سکھایا تو مستقبل میں نقصان ہو گا ایمان برباد ہو گا۔

اس کے دل میں جو تصویر کی حرمت ہے وہ ختم ہو جائے گی اس کے دل میں جو تصویر کی لعنت ہے وہ ختم ہو جائے گی اس کے دل میں تصویر کے بارے

میں وہ سبق ہونا چاہیے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے۔ ورنہ اس کا ذہن بدل جائے گا تصویروں سے محبت کرے گا اور اس کا جرم اور گناہ والدین کے کھاتے میں ہو گا۔ بچہ تو معصوم ہے اس کو پتہ نہیں کسی رسم ورواج کا۔

کھلونے کیسے ہوں؟

ان کو ایسے کھلونے لاکے دو جن کے اوپر تصویر نہیں ہے بغیر تصویر کے ٹینک دے دو اس بچہ کو تانگہ دے دو، کار دے دو، یہ چیزیں اس کو دو۔ اس کا بہت زیادہ ہمیں خیال کرنا چاہیے اور ایسا کھلونا بچہ کو نہ دے جس میں ساز آئے اس کی وجہ یہ ہے اگر بچہ کو بچپن سے ساز سنایا اس کے کانوں کی عادت بن جاتی ہے۔ ساز سننا، گانا سننا تو نتیجہ کیا نکلے گا ؟ جب بڑا ہو گا اس کو چسکا پڑ جائے گا اس چسکے کا نتیجہ یہ ہو گا کہ بعد میں گناہوں کا عادی بنے گا۔ ابھی آپ کو بات سمجھ نہیں آرہی سمجھ تب آئے گی جب آپ نے اس کو گانے اور ساز کا عادی بنایا بڑا ہو کر گانے کی وجہ سے بے حیائی کا عادی بنے گا۔

اور جب یہ اپنے علاقے، اپنے محلے میں کوئی گند کرے گا کسی لڑکی سے تعلق قائم کرے گا اور والدین کی بدنامی کا ذریعہ بنے گا تو اسی ماں نے رونا ہے اسی باپ نے رونا ہے ہماری عزت خاک میں مل گئی۔ یہ جو عزت خاک میں ملی ہے آج نہیں سولہ سال کی محنت کا نتیجہ ہے۔ پہلے دن سے آپ نے عادت ڈالی تھی عزت خاک میں مل گئی۔ تو بچہ کو ریڈی میڈ کپڑے نہ پہنائیں۔ اگر ریڈی میڈ کپڑے ہوں تو ان کے اوپر تصویر نہیں ہونی چاہیے۔ بچہ کو کھلونا دیں تو تصویر نہ ہو۔ تصویر والے کھلونوں سے گھر کو مکمل طور پر پاک رکھیں۔

اگر نماز پڑھنے لگیں تو بچہ کو ساتھ بٹھائیں۔ تلاوت کرنے لگیں تو ساتھ بٹھائیں ایک وقت آئے گا کہ قرآن کریم اور تلاوت، دعاسے بچہ مانوس ہو گا۔ اس دعاسے بچہ کا مزاج بن جائے گا۔ اور کل کو یہ بچہ بڑا ہو کر خود بخود دین پر چلتا رہے گا اور اس کو دنیاداری کبھی متاثر نہیں کرے گی۔

پہلے مدرسہ پھر سکول

جب بچہ مزید چلنے پھرنے کے قابل ہو تو اس کو سب سے پہلے دین پڑھاؤ۔ ہم سکول کی مخالفت نہیں کرتے سکول کی ضرورت ہے۔ لیکن سکول بعد میں پڑھاؤ۔ اب دیکھو اس نے سکول جا کر کیا سیکھنا ہے؟ "ا،ب، پ، ت" تو اس کو مدرسے بھیج دو یہاں سے "ا،ب، ت،ث" پڑھے گا وہ پٹی پڑھنے کی بجائے یہ پٹی پڑھ لے گا۔ پھر بچہ وہاں جائے گا تو ماحول اور ہو گا۔

ہمارے ہاں کہتے ہیں پہلے بچہ کو پانچ جماعتیں پڑھا لیں پھر اس کو مدرسہ داخل کرا دیں گے۔ ہم کہتے ہیں کہ پہلے بچہ کو قرآن کا حافظ بنالو پھر پانچ پڑھالو۔ اب تو حکومت نے ہمارے لیے بہت مسئلہ حل کر دیا ہے کہ میٹرک تک کوئی امتحان ہی نہیں ہے جب چاہو میٹرک کا امتحان دے کر پاس ہو جاؤ۔ یہ جو پانچ سال تم نے پرائمری پر لگانے ہیں تین سال پھر مڈل پر لگانے ہیں پھر دو سال میٹرک میں۔ یہ جو دس سال لگانے ہیں اس کی جگہ اگر بچہ یا بچی کو مدرسہ میں داخل کراؤ یہ وہاں ناظرہ پڑھے پھر قرآن کریم حفظ کرے اس کے بعد یہ تین سال میں میٹرک کرے گا تو دیکھو یہ جو اس نے دس سال میں کرنا تھا بغیر حفظ کے، یہ بچہ اگر مدرسہ میں بیٹھ جائے گا تو پانچ سال میں حفظ کر کے میٹرک تک پہنچ جائے گا۔

تو کتنا آسان ہے! تھوڑی عمر میں میٹرک بھی کرے گا تھوڑی عمر میں حفظ بھی کرے گا اور اس کا حافظہ کھل جائے گا۔ اور اللہ کی شان یہ ہے کہ جو بچہ مدرسہ میں داخل ہے اس کے اخراجات بھی نہیں ہیں۔ نہ مدرسوں کی فیسیں ہیں نہ مدرسوں کے یونیفارم ہیں۔ سب بچت ہے اس لیے میں اپنی طرف سے تمام ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کو مشورہ دیتا ہوں اپنی اولاد کو خواہ بیٹی ہو یا بیٹا، پہلے دین پڑھاؤ اور بعد میں اس کو سکول پڑھاؤ۔ اگر سکول میں چلی گئیں بچیاں تو ان کو اہتمام کروائیں کہ صبح شام مدرسہ میں آئیں۔ قرآن پاک پڑھیں اور مسائل سیکھیں اور جب چھٹیاں ہوں تو چھٹیوں کے اندر چالیس دن کا کورس مدرسہ میں ضرور کریں۔ اس بات کی ہم عادت ڈالیں کہ پیدائش سے لے کر موت تک سنت کے مطابق زندگی گزارنی ہے۔ بچہ کی دینی تربیت کریں، بچہ کا نام اچھا رکھیں، کبھی بھی وہ بچہ اپنے والدین کا باغی نہیں بنے گا۔ اور جب بچہ کے ساتھ ایسا نہیں کریں گے تو بچہ اپنے والدین کا باغی بنے گا۔ اس پر لوگ پریشان ہوتے ہیں کہ ہمارا بیٹا ہمارا خیال نہیں کرتا، ہمارا بیٹا ہماری خدمت نہیں کرتا۔ اب اتنی مائیں ہمارے پاس آتی ہیں میرا بیٹا میرا خیال نہیں کرتا۔ میرا بیٹا جوتی مارتا ہے۔ میرا بیٹا بیوی کی خاطر مجھے گھر سے نکالتا ہے۔ جب تم نے حالات ایسے پیدا کیے تو اب ان کا نتیجہ یہی ہونا تھا۔

بری تربیت کا برا نتیجہ

میں اس پر ایک واقعہ عرض کرتا ہوں۔ پہلے حق اولاد کا والدین پر ہے اور پھر والدین کا حق اپنی اولاد پر ہے۔ والدین اپنی اولاد کا حق مانتے ہیں لیکن

دینے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ؛ ان کی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں ہیں حضور کے دوسرے نمبر کے خلیفہ ہیں، آپ کے چار خلیفہ تھے۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جانشین بنے ہیں۔پہلے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، دوسرے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، تیسرے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، چوتھے حضرت علی حیدر کرار رضی اللہ عنہ۔ جس کو ہم کہتے ہیں خلافتِ راشدہ اس کا معنی یہ چار ہیں، خلفاء ہیں، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی ترتیب کے مطابق ہیں۔ ان میں دوسرے خلیفہ حضرت عمر بن خطاب ہیں ان کا واقعہ ہے کہ جب امیر المومنین تھے اور خلیفہ وقت تھے، امیر المومنین کیوں کہتے ہیں؟

اصل میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کہتے ہیں خلیفۃ رسول اللہ۔ یہ حضور کے خلیفہ ہیں۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے۔ اب مسئلہ بنا ان کو کیا کہیں: خلیفۃ خلیفۃ الرسول، حضور کے خلیفہ کے خلیفہ۔ پھر ان کے بعد جو آئے گا ان کو خلیفہ کے خلیفہ کے خلیفہ، امت کو یہ تکلیف نہ کرنا پڑے۔ پھر یہ طے ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو امیر المومنین کہا جائے اس سے ہماری تاریخ میں پہلا وہ شخص جس کو امیر المومنین کا لقب ملا ہے وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ امت کا پہلا شخص جس کو قاضی القضاۃ چیف جسٹس کا خطاب ملا ہے حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ ہیں، ہمارے بہت بڑے امام ہیں۔ اس امت کا پہلا شخص جس کو امام اعظم کا لقب ملا ہے ہو حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت

ہیں۔اس امت کا پہلا شخص جس کو شیخ الحدیث کا لقب ملا ہے شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا ہیں۔ حضرت عمر پہلے وہ شخص ہیں جن کو امیر المومنین کا لقب ملا ہے۔

حضرت عمر کے پاس ایک باباجی آئے تو جوان بیٹا ان کے پاس تھا۔ انہوں نے کہا جی! بیٹا میری بات نہیں مانتا میری خدمت نہیں کرتا میرا خیال نہیں کرتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس جوان سے پوچھا تیرا ابو ٹھیک کہتا ہے ؟ اس نے کہا جی ٹھیک کہتے ہیں۔ حضرت عمر نے فرمایا : دُرہ لاؤ۔ اس کو سزا دینے کے لیے مارنے لگے ؛حضرت عمر کے پاس ہاتھ میں ایک کوڑا ہوتا تھا جس سے وہ سزا دیتے تھے ؛ تو نوجوان بیٹا کہنے لگا: حضرت آپ پہلے میری بات سنیں اور اس کے بعد مجھے سزا دیں تو مجھے اعتراض نہیں۔ فرمایا تو کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا جی میرے ابو نے بالکل ٹھیک کہا، نہ میں ان کی خدمت کرتا ہوں نہ میں ان کی بات مانتا ہوں اور نہ میں ان کے کسی کام آتا ہوں۔ لیکن میرا سوال ہے وہ یہ کہ ابو کا میرے اوپر حق ضرور ہے لیکن پہلے میرا حق میرے باپ کے اوپر ہے۔ میرے باپ سے پوچھو میرا حق ادا کیا ہے ؟

Love نہیں Arrange Marriage

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو کیا کہنا چاہتا ہے؟ اس نے کہا جی میرا پہلا حق یہ تھا کہ ابا جی نیک عورت سے شادی کرتے تاکہ میری ماں نیک ہوتی۔ میرے باپ سے پوچھو اس نے نکاح کہاں کیا ہے ؟ میں آج کی زبان میں یہ بات بڑی بے تکلفی سے اور کُھل کر سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں۔ ہمارے ہاں جو Love Marriage کی لعنت آج کے دور میں چلی ہے اس میں کوئی نہیں دیکھتا

کہ لڑکی نیک، اچھی ہے۔ لڑکا اچھا یا نیک ہے۔ ان کا تعلق بن گیا۔ پور ازور لگائیں گے اس لعنت کے اندر ڈوبنے کے لیے۔ اس لیے Love کے بجائے Arrange Marriage رکھیں۔ ماں باپ کا انتخاب بہتر سمجھیں۔ بیٹا اپنے لیے اتنی اچھی بیوی منتخب نہیں کر سکتا جو ماں باپ اپنے بیٹے کے لیے منتخب کر سکتے ہیں۔ بالکل اسی طرح کوئی لڑکی اپنے لیے اچھا شوہر منتخب نہیں کر سکتی جس طرح ماں اور باپ اپنی بیٹی کے لیے اچھا خاوند ڈھونڈھ سکتے ہیں۔ لڑکے لڑکی کے صرف اپنے جذبات ہوتے ہیں، ماں باپ کے جذبات نہیں ہوتے ان کی نظر میں۔ اللہ سمجھ عطا فرمائیں

خیر اس لڑکے نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا ان سے پوچھیں ؛ انہوں نے میرے لیے اچھی ماں کا انتخاب کیا ہے ؟ نمبر 2 میرا حق بنتا تھا جب میں پیدا ہو امیرا باپ میرا نام اچھا رکھتا تاکہ اچھے نام کا میرے اوپر اثر پڑتا۔ میرے باپ نے میرا نام جُعل رکھا ہے۔ جُعل کا معنی ہے گندی نالی کا کیڑا۔ نام یہ رکھا ہے تو میں اچھے کام کیسے کروں گا؟ نمبر 3 میرا حق یہ تھا کہ میرا باپ مجھے دین کی تعلیم، تربیت، دین کا علم دیتا تاکہ میں دین کے مطابق چلتا۔ میرے باپ نے تو مجھے ایک دن بھی دین نہیں پڑھایا۔ نہ ماں اچھی لایا ہے، نہ نام اچھا دیا ہے، نہ تعلیم اچھی دی ہے، اب میرا باپ کہتا ہے میرے حقوق ادا کیوں نہیں کرتا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ہاں بابا، بات ٹھیک ہے یا غلط ؟ اس نے کہا اس کی تینوں باتیں ٹھیک ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس بیٹے کو لے یہاں سے کر چلے جاؤ۔ پہلے اولاد کے حقوق ادا کرو اور پھر اولاد سے حقوق کے مطالبے کرو ۔ میں یہ بچپن کے حوالے سے کہہ رہا تھا۔ اور زندگی تو بڑی ہے ان شاءاللہ

آئندہ بیانات چلتے رہیں گے ، میں عرض کرتا رہوں گا۔ ہاں اس حوالے سے وہ پہلا بیان سمجھیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جو طریقے زندگی گزارنے کے دیے ہیں، اگر ہم ماں کے پیٹ سے لے کر قبر کے پیٹ تک سنت کے مطابق زندگی گزاریں گے اللہ کی قسم دنیا بھی ٹھیک ہو گی قبر بھی ٹھیک ہو گی، اور آخرت بھی ٹھیک ہو گی۔ تو پہلے اس کا اہتمام کریں کہ بچہ کی دینی تربیت کا خیال کریں۔ گھٹی اس کو نیک آدمی سے دلوائیں۔ نام اس کا اچھا رکھیں۔

اس کے کان میں اذان دلوائیں۔ دائیں کان میں اذان ہوتی ہے اور بائیں کان میں اقامت ہوتی ہے۔ دائیں کان میں اذان دیں اور بائیں میں اقامت۔ یہ ضروری نہیں کہ اذان اور اقامت کے لیے باہر سے کوئی مولوی لے کر آئیں۔ مولانا صاحب مل جائیں تو ٹھیک ہے ورنہ ابا خود اذان دے دے اس کے کان میں، اس کا بھائی اذان دے دے، کوئی رشتہ دار اذان دے دے، کوئی بھی دے سکتا ہے۔ ہاں کسی نیک آدمی سے اذان دلوائیں تو اس کا فائدہ ہو گا۔ نیک سے دلوائیں۔ دائیں کان میں اذان دلوادیں اور بائیں کان میں اقامت۔ پھر اس کا نام رکھیں۔ تو ایسا نام رکھیں جو نبی کا صحابی یا ولی کا ہو یا اگر ایسا نہ ہو تو کم از کم اس کا معنی اچھا ہو کسی عالم سے کسی سمجھدار سے پوچھ کر اس کا نام رکھیں اس کے بال اتروائیں اس کے برابر چاندی صدقہ کر دیں اس بچہ کی تربیت کا خیال کریں۔

عقیقہ کا مسئلہ:

ساتویں دن اس کا نام بھی رکھیں۔ ساتویں دن اگر ہو سکے تو اس بچہ کا ختنہ بھی کرا دیں اگر ہو سکے تو اس بچہ کا عقیقہ بھی کروادیں۔ اگر بیٹا ہے تو اس پر

دو بکریاں دیں اگر بیٹی ہے تو ایک دیں۔ یہ بکریاں اور بکرے کیوں دیتے ہیں ؟ جیسے کہتے ہیں کہ سر کا صدقہ ہے، کہ جان کے بدلے جان دیں گے تو اللہ اس کی جان کو محفوظ کر دیں گے۔ اور مرد کو اللہ نے بنسبت عورت کے فضیلت دی، اس لیے مرد کی طرف سے دو بکرے ہوتے ہیں اور عورت کی طرف سے ایک بکری ہوتی ہے، عورت بنسبت مرد کے کمزور ہے۔ اللہ نے پیدائش کے موقع پر مرد کی طرف سے عقیقہ میں دو بکرے ذبحہ کرواکے آئندہ کے لیے درس دیا ہے کہ عورت کی حیثیت وہ نہیں جو مرد کی ہے۔

مرد کی حیثیت دوہری ہے:

مرد کی دوہری حیثیت ہے بنسبت عورت کے۔ عدالت میں کیس ہو اور مدعی گواہ پیش کریں مرد ہوں تو فیصلہ ہو جائے گا یا دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں۔ دو عورتیں ایک مرد کی جگہ پر ہوتی ہیں۔ وراثت کا مسئلہ ہو تو بھی نسبت ایسی ہے عورت کو ایک گنا ملے گا مرد کو دو گنا ملے گا۔ اللہ نے پیدائش سے لے کر وفات تک بتایا ہے۔ جب پیدا ہوا عقیقہ میں دو بکرے یہ بتانے کے لیے مرد کی طرف سے دو گنا فرض ہے اور جب وفات کے بعد وراثت کا مسئلہ ہو تو مرد کا حصہ بھی دو گنا ملے گا۔

اس تحقیق پر دو چار باتیں ہونی چاہییں۔ عقیقہ میں آپ بکری بھی دے سکتے ہیں، بکرا بھی دے سکتے ہیں۔ ایک سال تک، اور ایسا دنبہ جو دیکھنے میں ایک سال کا لگے اور چھ ماہ کا ہو دے سکتے ہیں۔ اور گائے ہو جیسے عید کا دن ہوتا ہے، گائے کے اندر چھ حصے موجود ہیں تو ساتواں حصہ لڑکی کی طرف سے حصہ رکھنا

چاہیں تو رکھ سکتے ہیں۔ آج بہت سارے لوگ پوچھتے ہیں ساتواں حصہ عقیقے میں کریں تو جائز ہے؟ ہم کہتے ہیں بالکل جائز ہے۔

بہت سے لوگ کہتے ہیں اس پر دلیل کیا ہے؟ ابو داود میں ایک روایت موجود ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عقیقہ کو لفظ نسک سے تعبیر فرمایا ہے، اور نسک استعمال کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ جس طرح قربانی میں اس کا حصہ رکھا جاسکتا ہے اسی طرح عقیقہ میں بھی اس کا حصہ رکھا جاسکتا ہے۔ خیر میں بتارہا تھا عقیقہ دے کے جان کے بدلے اللہ کو جان دیں تاکہ اللہ تعالیٰ اس جان کی حفاظت فرمائیں۔

ساتوین دن عقیقہ نہ کر سکیں تو؟

اور یہ بات ذہن میں رکھیں کہ اگر ساتویں دن عقیقہ نہ کر سکیں، ساتویں دن عقیقہ کرنا سنت اور مستحب ہے۔ گھر میں جانور موجود نہیں کوئی مسئلہ نہیں مہینہ بعد سال بعد دو سال بعد جب بھی کریں۔ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کوشش کریں کہ ساتویں دن ہو۔ مثال کے طور پر اگر بچہ ہفتہ کو پیدا ہوا تو ساتواں دن جمعہ بنتا ہے۔ اگر سال بعد بھی کریں تو جمعہ کے دن کریں۔ اس کا گوشت خود بھی کھا سکتے ہیں۔ محلہ والے رشتے داروں کو بھی کھلا سکتے ہیں۔ اور جس کو دل چاہے اس کو کھلا سکتے ہیں۔ بس اس بات کا اہتمام کریں عقیقہ کریں۔

بچے کے اچھے نام کا اہتمام کریں اور اس کے کپڑے سینے کا اہتمام کریں۔ بازاری کپڑوں سے بچیں، اس کے کھلونوں کو تصاویر سے بچائیں، ساز باز

سے بچائیں، ایسی چیزیں اس کو نہ دیں۔ اللہ تعالیٰ سب کی اولاد کو نیک بنائیں۔ اور جب پڑھنے کے قابل ہوں تو پہلے اس کو دین پڑھائیں پھر دنیا پڑھائیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو دین بھی دے گا دنیا بھی دے گا۔ ماں کے پیٹ سے لے کر قبر کے پیٹ تک ساری زندگی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں پر گزارنی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نمونہ لے کر آئے ہیں۔ کن کے لیے؟ ان کے لیے جو

لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ

یہ اس بندے کے لیے ہے کہ جس کا ذہن ہے میں نے اللہ سے ملنا ہے۔ جس کا ذہن یہ ہے کہ میں نے قیامت کے دن خدا کو جواب دینا ہے اور جس کا ذہن ہے:

وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا

کہ وہ اللہ کو یاد کرنا چاہتا ہے۔ اللہ کو یاد کرنے کا سب سے بہترین طریقہ کیا ہے؟ یہ کہ اللہ کے احکامات کے مطابق خود بھی چلیں اور اپنی اولاد کو بھی چلائیں، اپنے گھروں میں دین کی باتوں کو عام کریں۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ تمام ماؤں بہنوں کو بھی اپنے رستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سنت کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین ثم آمین

خواتین کے 14 خطرناک عیوب

عائشہ بنت ارشد علی، سرگودھا

1. ایک عیب یہ ہے کہ بات کا معقول جواب نہیں دیتیں جس سے پوچھنے والے کو تسلی ہو جائے بہت فضول باتیں ادھر اُدھر کی ملا دیتی ہیں اور اصل بات پھر بھی معلوم نہیں ہوتی۔ ہمیشہ یاد رکھو کہ جو شخص جو کچھ پوچھے اس کا مطلب خوب غور سے سمجھ لو پھر اس کا جواب دو ضرورت کے موافق دو۔
2. ایک عیب یہ ہے کہ چاہے کسی چیز کی ضرورت ہو یا نہ ہو لیکن پسند آنے کی دیر ہے ذرا پسند آئی اور لے لی، خواہ قرض ہی ہو جائے لیکن کچھ پروا نہیں۔ اگر قرض بھی نہ ہو تب بھی اپنے پیسے کو اس طرح بیکار خرچ کرنا کون سی عقل کی بات ہے؟ فضول خرچی ہے جو کہ گناہ کا کام ہے۔
3. ایک عیب یہ بھی ہے جب کہیں جاتی ہیں تو بہت دیر کر دیتی ہیں وقت تنگ ہو جاتا ہے، کہیں میاں تقاضا کر رہے ہیں تو کہیں بچے رو رہے ہیں، اگر جلدی تیار ہو جاتیں تو یہ مصیبتیں کیوں ہوتیں؟ بعض عورتوں کو آواز کے پردہ کا بالکل اہتمام نہیں ہوتا حالانکہ آواز کا پردہ بھی واجب ہے جیسے صورت کا پردہ ضروری ہے۔ لہٰذا گناہ گار ہوتیں ہیں پس ہر قسم کے پردے کا نہایت اہتمام کرنا چاہئے۔
4. ایک عیب یہ ہے کہ آپس میں جو باتیں عورتیں کرتی ہیں اکثر یہ ہوتا ہے کہ ایک کی بات ختم نہیں ہو پاتی دوسری شروع کر دیتی ہے بلکہ بہت دفعہ ایسا

ہوتا ہے کہ دونوں ایک دم بولنا شروع کر دیتی ہیں کہ وہ اپنی کہہ رہی ہے دوسری اپنی ہانک رہی ہے نہ وہ اس کی سن رہی ہے نہ یہ۔ اس کی بھلا ایسی بات کرنے کا کیا فائدہ؟ ہمیشہ یاد رکھو کہ جب ایک بات ختم ہو جائے پھر دوسری بولنا شروع کرے۔

5. ایک عیب یہ ہے کہ زیور اور روپیہ پیسہ بھی بے احتیاطی سے کبھی تکیہ کے نیچے رکھ دیا، کبھی اسی طاق میں کھلا رکھ دیا، کبھی غسل خانے میں نہانے گئیں لاپرواہی سے وہاں رکھ دیا۔ سستی کے مارے اس کو حفاظت سے نہیں رکھتیں۔ جب چیز جاتی رہے تب واویلا کرتی پھریں گی۔
6. ایک عیب یہ کہ جب ان کو ایک کام کے واسطے بھیجو جا کر دوسرے کام میں لگ جاتی ہیں، جب دونوں سے فراغت ہو جائے تب لوٹتی ہیں، اس میں بھیجنے والے کو سخت الجھن ہوتی ہے کیونکہ اس نے ایک کام کا حساب لگا رکھا ہے کہ یہ اتنی دیر کا ہے، جب وقت گزر جائے تو اس کو پریشانی ہوتی ہے۔
7. ایک عیب سستی کا ہے ایک وقت کے کام کو دوسرے وقت پر اٹھا رکھتی ہیں اس سے اکثر کام کا حرج اور نقصان ہوتا ہے۔
8. ایک عیب یہ ہے کوئی چیز کھو جائے تو بے تحقیق کسی پر تہمت لگاتی ہیں یعنی جس نے کبھی کوئی چیز چرائی تھی بے دھڑک کہہ دیا کہ بس جی اسی کا کام ہے کیا یہ ضروری ہے کے سارے عیب ایک ہی آدمی میں ہوں؟
9. ایک عیب یہ ہے کہ اپنی خطاء یا غلطی کا کبھی اقرار نہ کریں گی، جہاں تک ہو سکے بات کو بنائیں گی خواہ بن سکے یا نہ بن سکے۔

10. ایک عیب یہ ہے کہ کہیں سے تھوڑی سی چیز ان کے حصہ میں آجائے تو اس پر ناک چڑھائیں گی، طعنہ دیں گی کہ ایسی چیز بھیجنے کی کیا ضرورت تھی، بھیجتے ہوئے شرم نہ آئی۔ یہ بری بات ہے۔

11. ایک عیب یہ ہے کہ ان سے کسی کام کو کہو اس میں جھک جھک کریں گی پھر اس کام کو کریں گی، بھلا جب وہ کام کرنا ہی ہے تو پھر اس واہیات انداز تکلم سے کیا فائدہ؟ ناحق دوسرے کا بھی جی بُرا کیا۔

12. ایک عیب یہ ہے کہ آنے کے وقت چلنے کے وقت مل کر ضرور روتی ہیں چاہے رونا نہ بھی آئے، بس اس ڈر سے روتی ہیں کہ کوئی یوں نہ کہے کہ اس کو محبت ہی نہیں۔

13. ایک عیب یہ کہ اکثر تکیہ میں یا ویسے ہی سوئی رکھ کر اٹھ جاتی ہیں اور کوئی بے خبری میں آکر بیٹھتا ہے اس کو سوئی چبھ جاتی ہے۔

14. ایک عیب یہ ہے کہ بچوں کو گرمی سردی سے نہیں بچاتیں، اس سے اکثر بچے بیمار جاتے ہیں پھر تعویذ گنڈے کرواتی پھرتی ہیں، علاج یا احتیاط پھر بھی نہیں کرتیں۔

اللہ تعالی ہم سب کی ان خطرناک عیوب سے حفاظت فرمائے اور اپنے والدین اور گھر والوں کا فرماں بردار بنائے۔ اللہ تعالی ہماری گھریلو اور معاشرتی زندگیوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کے مطابق بسر کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

آمین یارب العالمین

قسط نمبر 23

ظہیر الدین محمد بابر

امان اللہ کا ظلم، لیہ

قاسم بیگ ابھی تک اسی اُدھیڑ بن میں تھا کہ وہ گوہر کو سلطان معظم سے ملوائے یا نہ ملوائے۔ وہ انہیں سوچوں میں غلطاں تھا کہ گوہر کی آواز بارِ دگر اس کے کانوں سے ٹکرائی۔ وہ کہہ رہا تھا کہ "محترم سردار! شاید آپ ابھی تک اسی شش و پنج میں مبتلا ہیں کہ مجھے سلطان معظم سے ملوایا جائے یا نا ملوایا جائے۔ آیا میں سچ کہہ رہا ہوں یا جھوٹ بول رہا ہوں؟ آپ کے دل میں یہ وہم گھر کر گیا ہے کہ شاید میں سلطان احمد تنبل کا کوئی گماشتہ ہوں اور اس کے ایماء پر یہاں آیا ہوں تا کہ مجھے سلطان معظم کے ٹھکانے کا پتہ مل جائے۔

محترم سردار! آپ کا یہ وہم قطعا درست نہیں ہے میں نے اب تک آپ سے جو کچھ بھی کہا ہے وہ حرف بحرف درست ہے۔ علی دوست کو واقعی اپنے کیے پر پچھتاوا ہے وہ مرغینان سلطان معظم کے سپرد کر کے اپنے کیے کی تلافی کرنا چاہتا ہے۔ میں گذشتہ کئی روز سے خجند کی گلیوں میں گھوم پھر کر سلطان معظم کے کسی معتمد کو تلاش کر رہا ہوں تا کہ اس کے توسط سے میری ان تک رسائی ہو سکے تلاش بسیار کے بعد آج آپ سے مڈبھڑ ہو گئی۔ آپ سے اس طرح اچانک ملاقات میرے لیے طمانیت کا باعث بنی ہے۔ میں تب سے آپ کے چہرے سے شناسا ہوں جب آپ اندجان میں قیام پذیر تھے۔ حالات انسان کو کہاں سے کہاں

پہنچا دیتے ہیں آج وادئ فرغانہ کا تاجدار کس حال میں ہے؟ میں خوب جانتا ہوں بخدا! میں ان کے لیے علی دوست کی طرف سے خیر سگالی کا پیغام لے کر آیا ہوں مجھے ان کی خدمت میں پہنچا دیجیئے تاکہ میں علی دوست کا پیغام ان تک پہنچا سکوں۔ اگر آپ کو کسی طور بھی میری کہی ہوئی باتوں میں کہیں جھوٹ کا ایک شائبہ تک بھی نظر آئے تو میری بلا توقف گردن مار دیجیئے گا۔"

قاسم بیگ کا دل گوہر کی لچھے دار باتوں سے پسیج گیا اور اس نے تہیہ کر لیا کہ وہ اسے سلطان معظم کے حضور ضرور پیش کرے گا۔ بنابریں وہ گوہر کو ہمراہ لیے خجند سے پیچ در پیچ راستوں سے گزارتا ہوا اپنی خفیہ پناہ گاہوں تک پہنچ گیا جہاں سلطان معظم اور ان کے ساتھی روپوشی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ بہر حال اس نے احتیاط کا دامن ہاتھ سے نا چھوڑا وہ اسے براہ راست سلطان معظم کے حضور پیش کرنے کی بجائے اپنے مہمان خانے میں لے گیا، اس نے گوہر سے کہا کہ "مہمان گرامی! کچھ دیر یہاں توقف فرمایئے میں جب تک آپ کی سلطان معظم سے ملاقات کا بندوبست کرتا ہوں۔" قاسم بیگ گوہر کو تسلی دینے کے بعد تیر کی طرح مہمان خانے سے نکلتا چلا گیا۔ جہاں سے وہ سیدھا اپنے دیرینہ دوست اور سلطان بابر کے وفادار ساتھی شیرم طغائی کے ہاں پہنچا۔ اسے اپنے اور گوہر کے درمیان ہونے والی گفتگو سے آگاہ کیا اور اس سے مشورہ طلب کیا کہ " ایسے حالات میں کیا مؤقف اختیار کرنا چاہیئے؟"

شیرم طغائی نے گوہر کی تجویز کو سراسر لغو، بے ہودہ، اور ناقابل عمل قرار دے دیا اس کا کہنا تھا کہ "غدار علی دوست کی پیشکش پر ہمیں قطعاً عمل نہیں

کرنا چاہیئے وہ ایک نا قابل اعتبار شخص ہے۔اس کے فرستادہ قاصد کی باتوں سے مجھے سازش کی بو آتی ہے۔ ہمیں سر دست گوہر کو سلطان معظم کے حضور پیش نہیں کرنا چاہیئے بلکہ موقعہ محل دیکھ کر اسے سلطان معظم کے سامنے پیش کیا جانا چاہیئے۔" قاسم بیگ کو شیر م طغائی کی تجویز مناسب معلوم ہوئی اور اس نے فیصلہ کیا کہ گوہر کو ابھی سلطان معظم کو سامنے نہیں لانا چاہیئے۔ابھی گوہر کا معاملہ قاسم بیگ اور شیر م طغائی کے درمیان ہی تھا کہ اند جان سے شاہی خواتین خجند پہنچ گئیں۔سلطان احمد تنبل نے انہیں باعزت طور پر بابر کے پاس بھیج دیا تھا۔

ان شاہی خواتین میں بابر کی والدہ قتلق نگار خانم ،نانی دولت بیگم ،بہن خانزادہ بیگم شامل تھیں۔دیگر خواتین تو افسردہ خاطر ملول دکھائی دے رہی تھیں جبکہ دولت بیگم کی آنکھوں میں غیر معمولی چمک پائی جاتی تھی۔شاہی خواتین کو بابر کی ایماء پر بڑے تزک و احتشام کے ساتھ خجند سے پہاڑی پناہ گاہ میں منتقل کر دیا گیا۔بابر مسرور تھا کہ اسے دولت بیگم کی صورت میں ایک بہترین مشیر میسر آ گیا تھا۔اب شیر م طغائی اور قاسم بیگ نے مناسب سمجھا کہ علی دوست کے قاصد گوہر کو سلطان کے حضور پیش کر دیا جائے۔بنابریں سلطان کی طرف سے اذن باریابی حاصل ہونے کے بعد گوہر کو سلطان سے ملوایا گیا۔گوہر نے فرغانہ کی صورتحال سے سلطان کو آگاہ کیا اور علی دوست کی پیشکش کو بغور سنا اور پھر قاسم بیگ کو اشارہ کیا کہ وہ گوہر کو مہمان خانے پہنچا دے۔ہم اپنے مصاحبین سے صلاح مشورے کے بعد علی دوست کی پیشکش کا جواب دیں گے۔

سلطان بابر کے حکم کی تعمیل کی گئی بعد ازاں بابر نے نانی اماں سے علی

دوست کی پیشکش کا ذکر کیا اور اس سے مشورہ طلب کیا۔ نانی اماں نے بابر سے اند جان کی کیفیت بیان کرنے کے بعد بابر کو مشورہ دیا کہ سلطان احمد تنبل ایک سفاک اور ظالم شخص ہے اس نے اند جان کے باسیوں پر طرح طرح کے ظلم ڈھائے ہیں۔ اس نے با اثر اور صاحب عزت لوگوں کو چن چن کر تختہ دار پر ترازو کر دیا ہے۔ اہل فرغانہ اس کی آئے دن کی سفاکیوں اور جبر وجور سے تنگ آچکے ہیں۔ اہل فرغانہ تجھے اپنا مسیحا سمجھتے ہیں اور لمحہ لمحہ تجھے یاد کرتے ہیں اگرچہ وادئی فرغانہ کی سلطانی؛ جہانگیر مرزا کے پاس ہے۔ وہ ایک کٹھ پتلی کی طرح سلطان احمد تنبل کے ہاتھوں میں کھیل رہا ہے کیونکہ تمام اختیارات کا وہ بلا شرکت غیرے مالک ومختار ہے سلطان جہانگیر مرزا ایک بے بس ومجبور شخص ہے وہ سلطان احمد تنبل کی من مانیوں سے تنگ آچکا ہے۔ وہ بھی اہل فرغانہ کی طرح سلطان احمد تنبل کے اقتدار کا جوءا اتار کر پھینکنا چاہتا ہے۔

مگر اسے کوئی موقع میسر نہیں آرہا کیونکہ تنبل نے فرغانہ کے اقتدار پر اپنی گرفت کو مضبوط کر رکھا ہے۔ اہل فرغانہ اور جہانگیر مرزا کی نظریں تجھ پر جمی ہوئی ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس وقت علی دوست کی پیشکش تیرے اور اہل فرغانہ کے لیے ایک نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں ہے۔ تجھے اس پیشکش سے بھر پور فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ علی دوست بذات خود سلطان احمد تنبل کی خرمستیوں سے تنگ آچکا ہے اور وہ اس کے اقتدار کا جوءا اتار پھینکنا چاہتا ہے۔ کیونکہ تنبل؛ علی دوست کو غدار سمجھتا ہے اور آئے دن اس کی بے عزتی کرتا رہتا ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ علی دوست کی پیشکش مخلصانہ ہے۔ اس مقولے پیش

نظر کہ "دشمن کا دشمن دوست ہوتا ہے۔" علی دوست یہ حق دوستی ضرور ادا کرے گا۔ اس شعر کے مصداق کہ

اٹھ باندھ کمر کیوں ڈرتا ہے
پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے

پس کمر باندھ لے اور جانب مرغینان رواں دواں ہو جا۔ نانی اماں کا مشورہ بابر کو نہایت ہی صائب لگا اور اس نے مرغینان کی طرف خروج کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اگرچہ بابر کے دوستوں اور سرداروں کو بابر کے فیصلے سے اختلاف تھا مگر وہ بھی بابر تھا یعنی "ببر شیر" اپنے فیصلے خود کرنے والا اور ان پر پہاڑ کی مانند ڈٹ جانے والا۔ سچ تو یہ ہے کہ وہ شیر کی مانند نڈر، بے باک اور اپنی مرضی کا مالک تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے چھوٹی سی عمر میں فرغانہ کا اقتدار سنبھالا دشمنوں کو مات پر مات دی حالات کا مردانہ وار مقابلہ کیا اور لوگوں سے اپنا آپ منوایا۔ اگر وہ شیر کی مانند نڈر اور باہمت نہ ہوتا تو کب کا دشمنوں کے ہاتھوں پیوند خاک ہو چکا ہوتا۔ بارہ سال کے اس چھوکرے کی ع داستان تک نہ ہوتی داستانوں میں

یہ اسی کا ظرف تھا کہ اس نے قریہ قریہ کی خاک چھانی، اپنے آپ سے کئی گنا طاقتور دشمنوں کو وہ وہ پچھاڑیں ماریں کہ انہیں چھٹی کا دودھ یاد آگیا۔ آج بھی وہ اپنے فیصلے پر پہاڑ کی طرح قائم تھا اپنے دوستوں اور سرداروں کی مرضی کے خلاف اس نے اپنی ساڑھے سات سو نفری پر مشتمل فوج کو مرغینان کی طرف کوچ کا حکم صادر کر دیا۔

(جاری ہے)

قسط نمبر 10

نماز اہل السنت والجماعت

مولانا محمد الیاس گھمن

جلسہ استراحت نہ کرنا :

1: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَنْهَضُ فِی الصَّلٰوةِ عَلٰی صُدُوْرِ قَدَمَیْهِ۔

(جامع الترمذی ج1ص64باب کیف النهوض من السجود)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اپنے قدموں کے کناروں پر کھڑے ہو جاتے تھے۔

2: عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ رَمَقْتُ عَبْدَاللهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ فِی الصَّلٰوةِ فَرَاَیْتُهٗ یَنْهَضُ وَلَا یَجْلِسُ قَالَ یَنْهَضُ عَلٰی صُدُوْرِ قَدَمَیْهِ فِی الرَّکْعَةِ الْاُوْلٰی وَالثَّانِیَةِ۔

(مصنف عبدالرزاق ج2ص117باب کیف النهوض من السجدة الاخرة، رقم الحدیث 2971)

ترجمہ: حضرت عبد الرحمن بن یزید فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا نماز میں غور سے مشاہدہ کیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ کھڑے ہو جاتے تھے اور بیٹھتے نہ تھے آپ پہلی اور دوسری رکعت میں اپنے قدموں کے کناروں پر کھڑے ہو جاتے تھے۔

3: عَنِ الشَّعْبِیِّ اَنَّ عُمَرَ وَعَلِیًّا رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا وَاَصْحَابَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانُوْا یَنْھَضُوْنَ فِی الصَّلٰوۃِ عَلٰی صُدُوْرِ اَقْدَامِھِمْ۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج3ص330.من کان ینھض علی صدور قدمیہ.رقم الحدیث 4004)

ترجمہ: جلیل القدر تابعی حضرت امام شعبی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر، حضرت علی رضی اللہ عنہم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نماز میں اپنے قدموں کے کناروں پر کھڑے ہو جاتے تھے۔

بوجہ عذر یا ضعیف العمری کے جلسہ استراحت کرنا:

1: عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُوْتِرُ بِتِسْعٍ فَلَمَّا بَدَّنَ وَ کَثُرَ لَحْمُہٗ اَوْتَرَ بِسَبْعٍ وَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ وَھُوَ جَالِسٌ۔

(شرح معانی الآثار ج1ص204 باب الوتر)

ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نو رکعت وتر پڑھتے تھے (یعنی تین وتر اور چھ نفل) جب آپ کا بدن بھاری ہوا اور لحیم ہوئے تو سات وتر (یعنی تین وتر اور چار رکعت نفل) پڑھتے اور دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھتے تھے۔

2: عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ اَبِیْ قِلَابَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ جَاءَ نَامَالِكُ بْنُ الْحُوَیْرِثِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فِیْ مَسْجِدِنَا ھٰذَا فَقَالَ اِنِّیْ لَاُصَلِّیْ بِکُمْ وَ مَا اُرِیْدُ الصَّلٰوۃَ اُصَلِّیْ کَیْفَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ فَقُلْتُ لِاَبِیْ قِلَابَۃَ کَیْفَ کَانَ یُصَلِّیْ قَالَ مِثْلَ شَیْخِنَا ھٰذَا وَکَانَ الشَّیْخُ یَجْلِسُ اِذَا رَفَعَ رَاْسَہٗ مِنَ السُّجُوْدِ قَبْلَ اَنْ یَّنْھَضَ فِی الرَّکْعَۃِ الْاُوْلٰی۔

(صحیح البخاری ج1ص93 باب من صلی بالناس وھو لا یرید الا ان یعلمھم صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

ترجمہ: حضرت ایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”ابو قلابہ رضی اللہ عنہ نے

فرمایا کہ حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ ہماری اس مسجد میں تشریف لائے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں تمہارے سامنے نماز پڑھتا ہوں، میرا مقصود نماز پڑھنا نہیں ہے بلکہ جس طرح میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا ہے اسی طرح (تمہیں دکھانے کے لیے) پڑھتا ہوں۔ ایوب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو قلابہ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح نماز پڑھتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ہمارے اس شیخ کی طرح۔ شیخ (کی عادت تھی کہ) پہلی رکعت میں جب سجدہ سے اپنا سر اٹھاتے تھے تو کھڑے ہونے سے پہلے بیٹھ جاتے تھے۔

دو رکعتوں کے درمیان رفع یدین نہ کرنا:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں یہ الفاظ آتے ہیں:

"وَلَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ حِيْنَ يَسْجُدُ وَلَا حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُوْدِ"

(صحیح البخاری ج1ص102باب الی این یرفع)

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے اور سجدوں سے سر اٹھاتے تو رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

فائدہ1: اس سے ثابت ہوا کہ نمازی (دو رکعتوں کے درمیان) جب دوسری اور چوتھی رکعت کے لیے سجدہ سے سر اٹھائے تو رفع یدین نہ کرے۔

(فتح الباری لابن حجر ج2ص288 ملخصاً)

فائدہ2: مذکورہ روایت کے ابتدائی حصہ میں رکوع کی جس رفع یدین کا ذکر ملتا ہے اس کی نفی خود حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی دیگر روایات سے

ثابت ہے جیسا کہ پہلے باحوالہ بات گزر چکی ہے۔

دوسری رکعت کی قرات فاتحہ مع بسم اللہ سے شروع کرنا :

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّہٗ کَانَ لَایَدَعُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قَبْلَ السُّوْرَۃِ وَبَعْدَھَا اِذَا قَرَءَ بِسُوْرَۃٍ اُخْرٰی فِی الصَّلٰوۃِ۔

(شرح معانی الآثار ج1 ص146 باب قراءۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم فی الصلوۃ)

ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما نماز میں سورۃ فاتحہ سے پہلے اور اس کے بعد دوسری سورت سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا نہیں چھوڑتے تھے۔

پہلی رکعت بڑی اور دوسری رکعت چھوٹی رکھنا :

عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَءُ فِی الرَّکْعَتَیْنِ الْاُوْلَیَیْنِ مِنْ صَلٰوۃِ الظُّھْرِ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ وَسُوْرَتَیْنِ یُطَوِّلُ فِی الْاُوْلٰی وَیَقْصُرُ فِی الثَّانِیَۃِ وَیُسْمِعُ الْاٰیَۃَ اَحْیَانًا وَکَانَ یَقْرَءُ فِی الْعَصْرِ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ وَسُوْرَتَیْنِ وَکَانَ یُطَوِّلُ فِی الْاُوْلٰی وَکَانَ یُطَوِّلُ فِی الرَّکْعَۃِ الْاُوْلٰی مِنْ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ یَقْصُرُ فِی الثَّانِیَۃِ۔

(صحیح البخاری ج1 ص105 باب القرأۃ فی الظھر، صحیح مسلم ج1 ص185 باب القراۃ فی الظھر والعصر)

ترجمہ: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ الفاتحہ اور دو سورتیں پڑھتے تھے، پہلی رکعت لمبی اور دوسری چھوٹی کرتے تھے اور کبھی کبھی کوئی آیت سنا بھی دیتے تھے عصر کی نماز میں فاتحہ اور دو سورتیں پڑھتے اور پہلی رکعت لمبی کرتے اور فجر کی

نماز میں بھی پہلی رکعت لمبی اور دوسری چھوٹی کرتے تھے۔

ہر دو رکعت پر قعدہ کرنا :

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَاقَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْتَفْتِحُ الصَّلٰوۃَ بِالتَّکْبِیْرِوَالْقِرَاءَ ۃَ بِالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ..... وَکَانَ یَقُوْلُ فِیْ کُلِّ رَکْعَتَیْنِ اَلتَّحِیَّۃُ۔

(صحیح مسلم ج 1ص194 باب مایجمع صفة الصلوٰة ومایفتح به ویختم به ،مصنف عبد الرزاق ج2 ص134 باب من نسی التشهد، رقم الحدیث 3086 ،مصنف ابن ابی شیبة ج 3ص47 ،قدر کم یقعد فی الرکعتین الاولیین، رقم الحدیث 3040)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز تکبیر سے شروع فرماتے اور قرات الحمد للہ رب العالمین سے اور یہ فرماتے تھے کہ ہر دو رکعت پر تشہد ہے۔(یعنی قعدہ کرنا ہوتا ہے)

کیفیت قعدہ اولیٰ:

1: عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا وَقَالَ اِنَّمَاسُنَّۃُ الصَّلٰوۃِ اَنْ تَنْصَبَ رِجْلَکَ الْیُمْنٰی وَتُثْنِیَ الْیُسْرٰی

(صحیح البخاری ج1ص114 باب سنة الجلوس فی التشهد)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں نماز کی سنت یہ ہے کہ تشہد میں دایاں پاؤں کھڑا رکھو اور بایاں پاؤں بچھاؤ۔

2: حضرت ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

فَاِذَا جَلَسَ فِی الرَّکْعَتَیْنِ جَلَسَ عَلٰی رِجْلِهِ الْیُسْرٰی وَنَصَبَ الْیُمْنٰی۔

(صحیح البخاری ج1ص114 باب سنة الجلوس فی التشهد)

ترجمہ: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعتوں کے بعد بیٹھتے تو بائیں پاؤں پر بیٹھتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے۔

3: عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَسْتَفْتِحُ الصَّلٰوةَ بِالتَّکْبِیْرِ... وَکَانَ یَفْرِشُ رِجْلَهُ الْیُسْرٰی وَیَنْصِبُ رِجْلَهُ الْیُمْنٰی۔

(صحیح مسلم ج1ص195 باب ما یجمع صفة الصلوٰة وما یفتتح به ویختم به)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کے ساتھ نماز شروع فرماتے۔ (تشہد میں) آپ بایاں پاؤں بچھا دیتے اور دایاں پاؤں کھڑا کر لیتے۔

قعدہ اولیٰ میں صرف تشہد پڑھنا:

1: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ عَلَّمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَقُوْلَ اِذَا جَلَسْنَا فِی الرَّکْعَتَیْنِ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِاللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

(سنن النسائی ج1ص174 باب کیف التشهد الاولی، السنن الکبری للبیهقی ج2ص148 باب الصلوٰة علی النبی صلی اللہ علیه وسلم فی التشهد)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تعلیم دی کہ جب دو رکعتوں کے بعد بیٹھا کریں تو یہ پڑھا کریں

التحیات للہ والصلوات آخر تک۔

2- عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ عَلَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلتَّشَھُّدَ فِیْ وَسْطِ الصَّلَاۃِ وَفِیْ اٰخِرِھَا... اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ... قَالَ ثُمَّ اِنْ کَانَ فِیْ وَسْطِ الصَّلَاۃِ نَھَضَ حِیْنَ یَفْرُغُ مِنْ تَشَھُّدِہٖ۔

(مسند احمد ج4 ص238 حدیث نمبر 4382)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے درمیان نماز اور آخر نماز میں تشہد کی تعلیم دی... فرماتے تھے کہ نمازی اگر درمیان میں ہو تو اپنے تشہد سے فارغ ہونے کے بعد کھڑا ہو جائے“

3: عَنِ الْحَسَنِ اَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ لَا یَزِیْدُ فِی الرَّکْعَتَیْنِ الْاُوْلَیَیْنِ عَلَی التَّشَھُّدِ

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج3 ص47، قدر کم یقعد فی الرکعتین الاولیین، رقم الحدیث 3038)

ترجمہ: حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ نمازی پہلی دو رکعتوں میں تشہد کے علاوہ کچھ زیادہ نہ پڑھے۔

الفاظ تشہد:

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کُنَّا اِذَا صَلَّیْنَا خَلْفَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ السَّلَامُ فَاِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ فَلْیَقُلْ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِاللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ... اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

(صحیح البخاری ج1ص115 باب التشھد فی الاخرۃ، صحیح مسلم ج1ص173 باب التشھد فی الصلوٰۃ)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالی ہی ''سلام'' ہے۔ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اسے (تشہد) یوں کہنا چاہئے التحیات للہ آخر تک۔

ترجمہ تشہد:

ساری حمد و ثناء، نمازیں اور ساری پاک چیزیں اللہ تعالی ہی کے لئے ہیں اے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں۔ سلامتی ہو ہم پر اور اللہ تعالی کے نیک بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

تشہد میں انگلی کا اشارہ:

علی بن عبد الرحمن المعاوی فرماتے ہیں کہ میں نماز میں کنکریوں سے کھیل رہا تھا تو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے دیکھا اور فرمایا:

اِصْنَعْ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ۔ قُلْتُ وَ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ؟ قَالَ كَانَ اِذَا جَلَسَ فِي الصَّلٰوةِ وَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَقَبَضَ اَصَابِعَهٗ كُلَّهَا وَاَشَارَ بِاِصْبَعِهِ الَّتِيْ تَلِي

الْاِبْهَامَ وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى۔

(صحیح مسلم ج1ص216 باب صفة الجلوس فی الصلوٰة و کیفیته ووضع الیدین، سنن ابی داؤد ج1ص149 باب الاشارة فی التشهد)

ترجمہ: جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے ویسے کیا کرو۔ میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے کرتے تھے؟ تو فرمایا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں بیٹھتے تھے تو اپنی دائیں ہتھیلی دائیں ران پر رکھتے تھے اور اپنی تمام انگلیاں بند کرکے شہادت والی انگلی سے اشارہ فرماتے تھے اور اپنی بائیں ہتھیلی بائیں ران پر رکھتے تھے۔

تجربے کی باتیں

سائرہ رفاقت

☆ پتھر جدھر سے آئے ادھر ہی لوٹا دو کیونکہ سختی کو سختی مارتی ہے۔

☆ عورت پیاز کی مانند ہے، اس کا ایک ایک پرت الگ کرتے جاؤ آخر میں کچھ بھی حاصل نہ ہوگا۔

☆ روشنی کرنا چاہتے ہو تو سنو! دیئے کی تہہ میں تیل جلتا ہے۔

☆ آدمی کی خوبی نہ گرنے میں نہیں بلکہ گر کر سنبھلنے میں ہے۔

☆ انسانیت بیش بہا خزانہ ہے اسے لباس میں نہیں انسان میں ڈھونڈو۔

☆ صبر ایسی سواری جو کبھی ٹھوکر نہیں کھاتی۔

☆ بدترین وہ شخص ہے جس کے ڈر سے لوگ اس کی عزت کریں۔

☆ خاموشی بہت بڑی حکمت ہے۔

بری حرکت کا ازالہ

ایک بادشاہ نے اپنے دوستوں کو کھانے کی دعوت پر مدعو کیا، جب دستر خوان بچھایا گیا اور بادشاہ اپنے تمام تر جاہ و جلال سے ان کے سامنے آ کر بیٹھا۔ اسی دوران خادم ایک پلیٹ میں سالن لے کر آیا بادشاہ کے رعب و دبدبے کی وجہ سے اس پر کپکپی طاری ہو گئ جس کی وجہ سے تھوڑا سا سالن چھلک کر بادشاہ کے کپڑوں پر بھی گر گیا۔ بادشاہ نے اس کی طرف تیز نظر سے دیکھا اور غصے میں آ کر اس کی گردن اڑانے کا حکم دے دیا۔ جب خادم نے یہ حکم سننا تو پوری تھال بادشاہ کے سر پر الٹ دی بادشاہ نے زیادہ غضبناک ہو کر کہا گستاخ یہ کیا حرکت کی تم نے؟ کہنے لگا بادشاہ سلامت میں نے تو آپ کے اکرام اور آپ کو اس بدنامی سے بچانے کیلئے کیا ہے جو لوگ آپ کی طرف منسوب کریں گے جب وہ میرا جرم جس کی وجہ سے مجھے قتل کیا جارہا ہے سنیں گے اور کہیں گے کہ ایک غلام کی اتنی سی غلطی اور اس کی اتنی بڑی سزا، ایک غلطی جو جان بوجھ کر بھی نہیں کی گئی اس پر قتل کر دینا تو بہت بڑا ظلم ہے لوگ پھر تو آپ کو ظالم و جابر کا لقب دیں گے۔ اسی وجہ سے میں نے آپ پر سالن ڈال دیا، کہ جب وہ میری غلطی سنیں تو آپ کو میرے قتل کی وجہ سے ملامت نہ کر سکیں، یہ سن کر بادشاہ نے اپنا سر جھکا لیا اور کہا۔ اے بری حرکت کر کے اچھا عذر پیش کرنے والے ہم تمہاری بری حرکت؛ تمہارے اچھے عذر کی وجہ سے معاف کرتے ہیں۔

انتخاب: محمد نعیم خان

انا للہ وانا الیہ راجعون

❖ نائب مدیر ماہنامہ بنات اہل السنت مولانا محمد کلیم اللہ آف لیہ کی دادی اماں انتقال کر گئی ہیں۔

❖ مفتی رشید احمد حقانی کے چچا شیخ الحدیث مولانا نور محمد بانی جامعہ دار العلوم اسلامیہ کوئٹہ انتقال کر گئے ہیں۔

❖ جامعہ حقانیہ لاہور کے طالب علم محمد ناصر خالق حقیقی سے جا ملے۔

❖ مولانا غلام مصطفیٰ معاویہ کے سسر حق نواز آف جھنگ انتقال کر گئے ہیں۔

❖ مولانا خالد زبیر کے ماموں زاد انوار الحق انتقال کر گئے ہیں۔

❖ مولانا محمد یاسر نور مدرس جامعہ اشرفیہ لاہور کے والد انتقال کر گئے ہیں

❖ مولانا ظہور احمد سالک آف جھنگ انتقال فرما گئے ہیں۔

❖ محترم بھائی عبد الرؤف خان آف لیہ کی والدہ، محترم بھائی محمد الطاف آف لیہ کی والدہ، ملک محمد طیب آف فیصل آباد کی والدہ ماجدہ انتقال کر گئی ہیں۔

❖ مولانا محمد نواز فیصل آبادی کے بیٹے محمد نافع انتقال کر گئے ہیں۔

❖ قاری عظمت اللہ مدرس جامعہ حقانیہ کی بھابھی صاحبہ، مفتی شبیر احمد حنفی کی پھوپھو انتقال کر گئی ہیں۔ مرحومین کے ایصال ثواب کے لیے ایک بار سورۃ فاتحہ اور تین بار سورۃ اخلاص پڑھ کر دعا کریں اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل نصیب فرمائے۔ آمین

نوٹ: فوت شدگان کے ایصال ثواب کیلیے SMS کریں 03324576084

علم کی دنیا کا اچھوتا نام

کشمیر بکڈپو

پروپرائیٹر: ملک داؤد اینڈ سنز

ہمارے ہاں

قرآن کریم، سپارے، قاعدے، تراجم، تفاسیر، احادیث، فقہ اور دیگر موضوعات پر مبنی علمی، اصلاحی، تحقیقی اور دنیا بھر کے نامور محققین، علماء کرام، سکالرز کی شہرہ آفاق تصانیف سستے نرخ پر دستیاب ہیں

نوٹ: مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ کی تمام مطبوعات دستیاب ہیں

منگوانے کا پتہ: کشمیر بکڈپو تلہ گنگ روڈ چکوال

فون 0543551148